خداوندا کہاں جائیں تیرے یہ سادہ دل بندے
کہ سلطانی بھی عیاری ہے تو درویشی بھی عیاری

رائیونڈ کی مٹی سے عالمی سامراج کا انتقام

ازقلم
عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی

رائیونڈ کی مٹی سے عالمی سامراج کا انتقام

ازقلم
عزیز اللہ بوہیو

پبلشر
سندھ ساگر اکیڈمی

پتہ: عزیز اللہ بوہیو، ڈاکخانہ خیر محمد بوہیو وایا نوشہرو فیروز سندھ

مضامین	صفحہ نمبر

قیمت: ۳۰ روپیہ

میں یہ کتاب شری کھیم چند

کے نام منسوب کرتا ہوں

وجہ انتساب:۔

کابل کے شاہی خاندان میں تخت نشینی سے محرومی کی وجہ سے شہزادہ شاہ شجاع ناراض ہوکر وہاں سے جلاوطن ہوکر بلوچستان کے خان اعظم خان قلات کے ہاں آکر پناہ گزین ہوا وہاں کچھ عرصہ رہنے کے بعد خان اعظم سے دہلی جانے کی اجازت مانگی خان قلات سمجھ گیا کہ شاید اپنے لئے افغانستان کی حکمرانی حاصل کرنے کیلئے انگریزوں سے مدد مانگے گا اور یہ بات خان صاحب نے اسلئے بھی سمجھی کہ آتے وقت خان قلات سے بھی اسطرح کی خواہش کا اظہار کیا تھا جو خان اعظم نے نامناسب سمجھ کر قبول نہیں کی تھی بہر حال شاہ شجاع اس منع کے باوجود دہلی روانہ ہوگیا اور انگریز حاکموں کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا وہاں ان کے ساتھ رہتے پر اسے معلوم ہوا کہ انگریز اپنے لئے بلوچستان کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اور جنگ فتح کرنے کیلئے کسی کی رہنمائی کی تلاش میں ہیں تو شاہ شجاع نے انہیں پیش کش کی کہ آپکے لئے یہ خدمت میں سرانجام دے سکتا ہوں پھر انگریزی افواج شاہ شجاع کی راستہ نمائی میں 1839 میں قلات فتح کرنے نکل پڑے ادہر خان قلات مقابلہ کیلئے لشکر لیکر صف آرا ہوگیا لڑائی نے کچھ طول پکڑا اور رات کو روزانہ قلات کی دربار میں خان اعظم جنگی مشوروں اور ضرورتوں پر دربار لگاتے تھے تو شہر قلات کی ہندو کمیونٹی کے مکھی کھیم چند نے خان اعظم سے کہا حضور آج سرزمین بلوچستان پر مشکل وقت آن پڑا ہے ہم بھی اس دہرتی کے باسی ہیں میرے یہ تین نوجوان بیٹے ہیں انہیں فوج میں بھرتی کر کے انگریزوں کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمائیں خان اعظم نے جواب دیا

کہ مکھی صاحب آپکی بڑی مہربانی ہم آپکے بیٹوں کو جنگ پر بھیج نہیں سکتے یہ جنگ ہمارا مذہبی جہاد ہے کافروں سے لڑنے کیلئے صرف مسلم ہی لڑینگے! تو کھیم چند نے عرض کیا کہ خان صاحب اس مٹی کے ہم بھی تو نمک خوار ہیں اس مٹی کا ہم پر بھی تو قرض ہے خان صاحب! یہ قرض اگر ہم نے آج نہیں اتارا تو پھر کب اتارینگے، خان اعظم نے پھر بھی انکار کیا لیکن کھیم چند نے چیخ کر کہا کہ خان صاحب! کوئی بات نہیں میں اپنے بیٹوں کو گھروں سے لے ہی آیا ہوں اب واپس نہیں لے جاؤنگا آپ میرے بیٹوں کو کلمہ پڑھوا کر مسلمان بنا کر پھر ہی لڑائی کیلئے قبول کریں، ہمیں شرم آتی ہے کہ ہمارے بلوچ بھائی تو خون کا نذرانہ دیں اور ہم ایسے ہی دیکھتے رہیں کھیم چند کے اصرار پر اسکے تینوں بیٹوں کو وہاں کلمہ پڑھوا کر مسلمان بنا کر لشکر میں شامل کر کے مقابلہ کیلئے بھیجا گیا وہ تینوں بیٹے (بھائی) لڑائی میں شہید ہوئے اسی جنگ میں خان اعظم بھی شہید ہوا۔ ماخوذ از کتاب ان سائیڈ بلوچستان تصنیف نواب احمد یار خان خان قلات کا اردو ترجمہ بنام مختصر بلوچی تاریخ۔

میرے اس انتساب کا سبب یہ بھی ہے کہ شروع اسلام کے پرانے عالمی سامراج نے قرآن سے جہاد کا فریضہ ختم کرنے کیلئے پہلے علوم امامت تیار کرائے جنہیں مدارس میں رائج کرایا کہ دشمن سے جنگ بغیر امام کے نہیں کرنی اور وہ غاروں میں غائب ہے اور نئے عالمی سامراج نے پھر قادیان ضلع گورداسپور میں ایک آدمی کو نبی بنایا اس مقصد کیلئے کہ اسکی معرفت قرآن میں جہاد اور قتال اسکی نبوت کی وساطت سے ختم کیا گیا ہے اور پھر اسی مقصد کا لیٹسٹ جتھہ تبلیغی جماعت کے نام سے بنایا کہ ان جہاد والی آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ انکے ساتھ چلے پر چار ماہ کے لئے نکل چلو۔

(عزیز اللہ بوہیو)

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تاریخ کی شاہدی سے انسان کی مجموعی حیات وکیفیت کے بارے میں ایک رمارک ایک فیصلہ دیا کہ" والعصران الانسان لفی خسر" یعنی مرور ایام شاہد ہیں کہ انسان گھاٹے میں ہے، خسارے میں ہے انسان کی مزاج، اسکی چال چلن خود اپنے پیر پر کلہاڑی مارنے کی مانند ہے، انسان کو اسکی شروعات پیدائش کے دنوں میں ایک جنت نظیر زندگی دی گئی تھی جسمیں اسکے وسائل رزق کی کوئی کمی نہ تھی اسے صرف یہ کہا گیا تھا کہ۔۔۔۔۔لاتقربا ھذہ الشجرہ، کہ اس تفرق وتشتت میں ڈالنے والی ذخیرہ اندوزی کے قریب نہ جائیں کیونکہ اس سے آپ ارتکاز پیداوار کرینگے اور ہوس دولتمندی اور سرمایا داری میں پھر بے سہارا محنت کشوں کا استحصال بھی کرینگے جس سے معاشرہ طبقات اور کلاسیفیکیشن کے مشاجرات میں ایسا تو اٹک جائے گا جو جنتی زندگی کا جو مین کاز ہے مین تھیم ہے کہ اجتماعی خوشحالی میں رہتے ہوئے تسخیر کائنات کے ذریعے ارتقاء کے اعلیٰ درجوں پر فائز ہوتے جائیں، آپ اس سے محروم ہوجائینگے، اور نہ صرف اتنا بلکہ ذخیرہ اندوزی سے جن لوگوں کے بیلنس اوور ہوجائینگے تو وہ دولت کے نشے میں ہر قسم کی عیاشی کی بے راہ روی کی راہوں میں ایسے تو بھٹک جائینگے جو معاشرہ ایک طرف مستی کی عریانی کی بھینٹ چڑھیگا اور دوسری طرف لوٹے ہوئے محنت کشوں کا یہ حال جا کر ہوگا جو غربت اور مسکینی کی وجہ سے جسم کا لباس بھی خرید کر پہن نہ سکیں گے اور درختوں کے پتوں سے لباس کا کام لینے پر مجبور ہوجائینگے، اور یہ جملہ صورتحال ان جنت مکین اولین لوگوں کی

ہوئی کیونکہ انہوں نے جملہ مشاجرات کے مرکزی شجر ممنوع ارتکاز دولت، ذخیرہ اندوزی اور بغیر کمانے کے اوروں کی کمائی کا استحصال کیا پھر ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھکو بھی لے ڈوبینگے کے مصداق اس جنت نظیر خطہ ارض سے بڑے بے آبرو ہو کر خواریوں کے کوچے میں آ کر گرے، پھر آگے جنت سے ھبوط اور معزولی کے بعد انسان کو کہا گیا کہ دیکھو "فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلایضل ولا یخشی" یعنی اب آئندہ کیلئے تمہاری طرف میرے ہاں سے بذریعہ وحی منشور حیات ملے گا جسنے بھی اسکی تابعداری کی تو وہ نہ گمراہ ہو سکے گا نہ ہی اسے کوئی برائی سامنے آ سکے گی۔ لیکن اسکے بعد بھی تاریخ بتاتی ہے کہ انسان بہت ہی بے لغام ثابت ہوا اور انسانوں کے لٹیرے ذہنیت کی دولتمندی نے ہر دور میں اللہ کے پیغام اور اسکے مطابق انقلاب لانے والوں کے راستے میں روڑے اٹکائے جو ہر دور میں فرعون، نمرود، قارون، ہامان کے مثل پیدا ہوتے رہے اور راستوں میں روڑے اٹکاتے رہے اور ان دجاجل ادوار کا وار ہمیشہ سے وحی کی تعلیم کو معطل منسوخ اور مسخ کرنے پر رہا جسکے انہوں نے کئی کرتب دکھائے، تو اللہ عزوجل نے انکی ان تحریفی اور تمسیخی سازشوں کا گیٹ بند کرنے کیلئے عجیب فارمولا ایجاد فرمایا کہ وہ سب انبیاء اور رسولوں کی مشن اور تحریک ایک خاتم الرسل اور خاتم الانبیاء محمد الرسول اللہ کے ذریعے چلا رہے ہیں جسکی معرفت جو منشور اور کتاب بھیجا جا رہا ہے وہ بھی خاتم الکتب ہوگا اور اس کتاب کی کچھ نرالی خصوصیات ہونگی جنمیں سے ایک یہ کہ اسکا متن اور ٹیکسٹ تو براہ راست اللہ کی حفاظت میں ہوگا کوئی اماموں کا دجل اور فریب اسمیں ذرہ برابر کمی بھی تحریف و تمسیخ نہیں کر سکے گا جسطرح کہ امام بخاری، امام ابن ماجہ امام ابن ابی داؤد

نے اپنی کتابوں میں اسطرح کے الزامات لگائے ہیں اور قرآن نے اپنی دوسری بڑی خصوصیت کا یہ بھی اعلان فرمایا کہ اس خاتم الکتب کی تعبیر اور تفسیر بھی قرآن نے خود تصریف آیات کے ذریعے کر دی ہے اب قرآن فہمی کیلئے بھی کسی دوسرے علمی فن یا امام یا شخصیت کی محتاجی کسی کو نہیں رہیگی۔ چہ جائیکہ قرآن حکیم کے ان اعلانات کے باوجود دشمنوں نے خود کو مسلمان کہلوا کر قرآن حکیم کے متن اور مفہوم میں ہیرا پھیری کی حدیثیں بنا کر دینی مدارس میں وہ قرآن دشمن حدیثیں مسلم امت کی نئی نسل کو پڑھا رہے ہیں اور انکا مکمل رد تو قرآن حکیم نے باقاعدہ خود کیا ہوا ہے لیکن ان دشمنان اسلام و قرآن نے فضائل قرآن کے نام سے بن سمجھے پڑھکر طوطوں کو طرح رٹتے رہنے میں ثوابوں کی کیلکولیشن اتنی تو گنوائی ہوئی ہے جو کسی کو بھی سمجھ کر پڑھنے میں ہدایت اور نجات کی فرصت ہی نہیں دے رہے اس ماجرا کو سمجھنے کیلئے نہایت ضروری ہے کہ قرآن حکیم کے خلاف جتنے بھی فتنے ہوئے ہیں انکو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور ان فتنوں کی نشاندہی اور تعین تمام آسان ہے وہ اسطرح کہ قرآن حکیم کے قوانین و احکامات کے جتنے بھی آرڈر اور ڈیسیشن ہیں اور انتظامی کوڈ ورڈ ہیں جنہیں حدیث اور فقہ کے نام سے منسوخ مشہور کیا گیا ہے یا انکے مفاہیم بدلائے گئے ہیں تو اس قسم کے راوی لوگ ماول اور محرفین لوگ باقائدہ شجرہ سمیت معلوم ہیں انکے وطن مولد اور انکے قرآن مخالف اقوال افکار اور نظریے سب رکارڈ ہیں ان سب خیانت باز محرفین قرآن کو بلیک لسٹ کرنے سے پہلے بس ایک تمام تھوڑی سی زحمت کرنی ہے وہ یہ کہ قرآن حکیم کی آیت ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا۔ (۳۳-۲۵) پر سمجھ کر بعد میں اسپر ایمان لانا ہے اور وہ ایمان بھی یہ کہ اللہ

نے یہ سچ فرمایا ہے۔بس اتنا سا مطالبہ پھر سارے قرآن دشمن چور پکڑنے آسان ہیں
کوئی کہیں چھپ نہیں سکیگا اور وہ سب کے سب مسلم امت کے دینی مدارس کے
نصاب درس نظامی میں امامت کے منصب پر فائز نظر آئینگے رہی بات کہ اوپر کی آیت
میں ہے کیا چیز جس پر ایمان لانا ہے سو اسمیں یہ ہے کہ اے مخاطب قرآن! کوئی ماں کا
لال ایسا کوئی مثال دینی فھم اور مسئلہ کا ایک بھی نہیں لاسکتا جسکا حق سچ والا تعبیر و تفسیر ہم
نے قرآن میں نہ کر دیا ہو۔سو قرآن حکیم کا یہ اعلان بلکہ چیلینج کوئی توڑ نہیں سکا کہ
ولقد صرفنافی هذاالقرآن للناس من کل مثل (۸۹-۱۷) اسی موجودہ
قرآن کے نسخے میں لوگوں کیلئے مطلوبہ سارے مثال لائے ہوئے ہیں،اسکے
باوجود بھی نادیدہ طاقتوں کے کرایہ پر بزرگ کہلوا کر قرآن کو مبھم اور اجمالی کتاب کہکر
اگر تعبیر اور تفسیر کے نام سے کوئی قرآن کی تحریف کرتا پھریگا تو اسکو تو تنخواہ کمانی ہے اور
اللہ کے کلام کو سستے داموں بیچنا ہے یا اندر سے وہ ہے ہی انکا صرف یونیفارم والا
مسلمان بنکر" **وما یخدعون الا انفسهم** " قرآن حکیم کے خلاف جملہ ظاہری اور
باطنی تحریکوں کے محرک اور بانی لوگوں کو بڑی ہنرمندی سے دائرہ اسلام کا داخلی فرد
مشہور کرنے کے بعد کعبۃ اللہ کے اندر انکے مصلے بچھائے گئے اور مشہور کیا گیا کہ حق
انکے بیچ میں گھومتا ہے انسے باہر نہیں ہے جبکہ صورتحال یہ رہی ہے کہ یہ امام کہلانے
والے سارے فرقہ باز آمین زور سے کہنے یا آہستہ،نماز میں رفع الدین کرنے یا نہ
کرنے ،اور ہاتھ چھوڑ کر پڑھیں یا باندھ کر اگر باندھ کر پڑھیں تو ناف پر رکھیں یا
پستانوں پر اس قسم کی باتوں پر تو ان سب کو آپسمیں ٹکرا ہوا دیکھینگے ،اگر ان سب امام
کہلانے والونکا آپسمیں اتفاق ڈھونڈنا ہو تو یہ لوگ قرآن دشمنی میں سارے متفق

ہونگے مثال کے طور پر قرآن نے انسان کو غلام اور عبد بنا کر رکھنے پر بندش ڈالی ہوئی
ہے لیکن غلامی ان سارے اماموں کے ہاں جائز ہے اور قرآن نے نابالغ بچوں کی
شادی اور نکاح پر بندش لگا کر بلوغت کو شرط قرار دیا ہوا ہے لیکن یہ سارے امام لوگ
قرآن کے اس فیصلہ کے خلاف متفق ہیں آپس میں سب ایک ہیں جھگڑا ہے تو صرف
اسمیں ہے کہ فجر نماز اول وقت میں پڑھیں یا آخر وقت میں پڑھیں جناب عالی! جب
مدینۃ الرسول میں یھودیت نے فارس میں مجوسیت نے اور عیسائیت نے روم میں
اسلام کے ہاتھوں شکست کھائی تو انکی باقیات نے مل ملا کر مسلم امہ کے بنیاد قرآن کے
خلاف تحریکیں چلائیں اور قرآن کو رسالت اور نبوت کے ناموں سے اللہ نے بھیجا تھا
اسکے مقابل ان شکست خوردہ مافیوں نے اسکا مقابلہ امامت نامی اسکول کے ذریعہ
سے کیا جو آج تک جاری ہے،نبوت اور رسالت کی تحریک کی کامیابی کا مدار فھم قرآن
کے بنیاد سے شروع ہوتا تھا تو امامی تحریک نے اسپر پہلا ہتھوڑا یہ مارا کہ فھم کے بدلے
صرف بے سمجھے پڑھنے سے پڑھنے پر ایک حرف پڑھنے سے دس گنا ثواب ملیگا نہ
صرف اتنا بلکہ تاج کمپنی کے عنائیت اللہ نے تو قرآن کو صرف دیکھنے پر بھی ثواب ملنے
کا سلوگن دیا،اور ثوابوں کے اس تاجرانہ پرافٹ کے ذریعے قرآن کو تدبر اور تفکر سے
پڑھنے کو ختم کیا گیا ہے۔فضائل قرآن میں شیعہ اور سنی حضرات کے ماخذ صحاح اربعہ
اور صحاح ستہ نامی کتب احادیث میں آپکو مکمل یکسانیت نظر آئیگی لیکن اب جو عالمی
سامراج کا تارپیڈ ولیٹسٹ ماڈل تبلیغی جماعت نامی گروہ ہے وہ ثوابوں اور فضائل کی
کیلکولیشن میں سب سے بازی لئے ہوئے ہیں۔
فلسطینیوں کے حقوق کیلئے یاسر عرفات اور حماس کی تحریکیں ابھی وجود میں نہیں آئی تھی

تو فلسطینی عوام کیلئے یھودیوں کے خلاف یھودیوں کی تنخواہ پر انکا لیڈر اور وکیل مفتی
امین الحسینی تھا جسکا عالم اسلام میں بڑا چرچہ تھا یہ بھی انقلابات کے نام پر کہ انقلاب
دشمن خود تحریک چلائیں اور قیادت کریں عجیب ٹریجڈی ہے اگر آپ اس ٹریجڈی پر
ریسرچ کرینگے تو کئی نامور پرائے نظر آئینگے مجھ سے سندھ کی نامور شخصیت مرحوم حفیظ
قریشی نے ذکر کیا کہ ذوالفقار علی بھٹو نے اسے بتایا تھا کہ امریکہ کے حکم سے پاکستان
گورنمنٹ سالانہ کچھ رقم نذرانہ مفتی امین الحسینی کو ہوتی رہتی ہے بہرحال کبھی کئی باتیں
دشمنوں کے عزائم کی خود انکی کیمپوں سے مل جاتی ہیں تو مفتی امین الحسینی صاحب کا
ایک انکشاف میڈیا میں آیا تھا کہ برطانوی سامراج نے جیسے ہی گلف اور برصغیر پر
قبضہ کیا تھا تو اسنے مسلم آبادیوں کی تعلیم کے نصاب کے متعلق اپنے ماہرین کے ذریعے
رپورٹیں تیار کرائیں اور انکی روشنی میں مسلم امت کے علماء جو رضا کارانہ بنیادوں پر
بغیر سرکاری سرپرستی کے عربی دینی مدارس کھولے ہوئے تھے حکومت انگلشیہ نے
انھیں آفر دی کہ آپکے مدارس کو ہم ملا مکتب کے نام سے تسلیم کرتے ہیں آپکو ہم اضافی
ماسٹر بھی گورنمنٹ کی تنخواہ پر دینگے اور شاگردوں کے تعداد کے حساب سے مکتب کے
ھیڈ اور بانی مولوی صاحب کو فی شاگرد کچھ رقم بھی سالانہ وظیفہ کے طور پر حکومت دیا
کریگی، اسطرح سے ہزاروں مدرسے ملا مکتب نامی اسکول بنگئے پھر ان میں نصاب یہ
ہوتا تھا کہ صبح صبح کو پہلے پیرڈ میں بچوں کو سوکھا قرآن بن سمجھے پڑھایا جاتا تھا پھر آگے
سارا دن دوسرے مضامین ماسٹر پڑہاتے تھے اسطرح سے کئی مدارس عربیہ، اسکولوں
میں کنوڈ ہوگئے اسطرح سے آزادی کی تحریکوں کیلئے ان درسگاہوں میں جو خام مال
تیار ہوتا تھا وہ بڑی حد تک رک گیا آپ مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کی
کتاب شاندار ماضی علماء ہند پڑھ کر دیکھیں کہ جس میں آزادی کیلئے لڑنے والے
ہیروز کی لمبی فہرستیں ملینگی ان آزدی وطن کی جنگ میں اپنی دھرتی کی مٹی کو سات
سمندر پار سے آئے ہوئے لوٹ مار کرنے والے باندروں کے ناپاک قدموں سے
پاک کرنے کیلئے مالٹا کی جیلوں، کالا پانی کے جیلوں اور بعبور دریاء شور کی قید و بند میں
چکیں پیس پیس کر جانیں دینے والوں کے شجرے ملیں گے اور آزادی کے کئی
پروانوں کو بغاوت ہند کے جرم کی سزا میں انگریزوں نے سر قلم کرائے اور ان کے سر
جامع مسجد دہلی سے لیکر لال قلعہ تک پارک اور روڈ پر آویزان کرائے کہ ہندستان کے
لوگ انہیں دیکھ کر انگریز کی مخالفت کی جرأت نہ کریں تحریک خلافت اور ریشمی رومال
تحریک کے اوج کے دنوں میں انگریزوں نے دیکھا کہ موہن لال کرمچند گاندہی اور
محمود الحسن شیخ الھند یہ دونوں جلسوں میں قرآن پڑھ کر لوگوں کو جنگ آزادی میں بھرتی
ہونے شریک ہونے کی دعوت دیتے ہیں یہ دونوں ہیں تو دبلے پتلے انکا کوئی کمال نہیں
لگتا ہے کہ یہ سارا اسپرٹ قرآن کا ہے جو پکارتا ہے کہ
مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تمھیں
پکارا جاتا ہے کہ دشمن سے لڑنے کیلئے باہر آجاؤ تو تم زمین سے چمٹ جاتے ہو"
ارضیتم بالحیوٰۃ الدنیا من الآخرۃ "تم لوگوں کو آخرت کی لمبی زندگی سے دنیا
کی مختصر زندگی زیادہ پسند ہے؟ یاد رکھو **الا تنفروا یعذبکم عذابا الیماً** اگر تم جنگ
کیلئے نہیں نکلے تو جو عذاب الیم تمھیں دیا جائیگا وہ پتہ ہے تمکو کہ کسطرح کا ہوگا قرآن
نے فرمایا کہ **یستبدل قوما غیرکم** تمھاری دہرتی پر کوئی غیر قوم حاکم ہوجائیگی اور تم
ان کے غلام ہوگے (۳۹-۳۸-۹) تو عالمی سامراج کے دانشوروں نے لوہے کو لوہا

کاٹے کے طریق پر ہندستان کی غلام زمین پر مسلمانوں کے اندر تبلیغ اسلام کے نام
سے مولوی الیاس قدس سرہ کو مسلم امت میں جہاد کے قرآنی تقاضاؤں کا مفھوم مسخ کر
کے قاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ کی معرفت ملی ہوئی ذھنی آزادی کی جگہ
انگریزوں کی غلامی کو قبول کرانے کیلیئے چھ باتوں والے منشور کے ساتھ قرآن دشمنی
اور قرآن کی بیخ کنی یعنی جڑ اکھاڑنے کیلیئے تبلیغی جماعت بنا کر دی جسکا بنیاد اور مرکز
دہلی شہر میں نظام الدین اولیاء کی خانقاہی مسجد کو قرار دیا جسطرح کچھ عرصہ پہلے
انگریزوں نے قرآن حکیم سے جہاد اور قتال کی آیتوں کو منسوخ کرنے کیلیئے مرزا غلام
احمد کا قادیان میں مرکز بنوا دیا تھا اسمیں انھیں کچھ پرابلم یہ نظر آیا کہ مسلمان ختم نبوت
کے عقیدے کی وجہ سے مرزا صاحب کی نبوت میں شاید جوق در جوق شرکت نہ کریں
اسلیئے تبلیغی جماعت کے مینوفیسٹو میں انہوں نے ایسی کوئی مسٹیک نہیں کی اور
ہتھیاروں گھوڑوں جہازوں اور ٹینکوں والے جنگی سامان سے اپنے اور اللہ کے دشمن
سے لڑنے کی قرآنی اپیلوں کو معنی بدل کر جماعت کے ساتھ گھروں سے بستر اٹھا
کر چالیس دنوں کیلیئے نکل جانے کی معنائیں پہنچائیں انیسویں صدی کے اختتام اور
بیسویں صدی کے آغاز میں ہندستان سے کئی لوگ امریکا مزدوری کمانے گئے وہاں
انہیں کام کی اجرت جو دی جانے لگی وہ وہاں کے شہری امریکن مزدوروں کے مقابلہ
میں بہت کم تھی تو انڈین لیبر نے اعتراض کیا کہ جب کام ایک سا ہے تو پھر اجرت میں
اتنا تضاد کیوں تو انکو جواب یہ دیا گیا کہ تم اپنے ملک میں غلام ہو اسلیئے تم لائق بھی اتنے
کے ہو اور یہ ہمارے ملک کے مزدور یہ آزاد ملک کے شہری ہیں اسلیئے انکا مرتبہ تم سے
بڑھکر ہے اسلیئے انکی اجرت بھی زیادہ ہوگی پھر غلام ہندستان کے مزدوروں نے سوچا

اور آپسمیں مشورہ کیا کہ آؤ اس تھوڑی سی آمدنی سے بھی پہلے ملک آزاد کرانے کی فکر
کریں سو انہوں نے مزدوری کے پیسوں سے ہتھیار خرید لئے آزادی کیلیئے خفیہ تنظیمیں
بنائیں پھر بحری جہاز گاما گاٹا مارو میں ہتھیار پکڑے گئے کہا جاتا ہے کہ تنظیم آزادی کے
کارکن بھی جب کبھی پکڑے جاتے تھے تو ہر سوال کہ تم کون ہو تمھارا مقصد کیا ہے نام
کیا ہے کہاں کے رہنے والے ہو چاہتے کیا ہو تو وہ ہر سوال کا ایک ہی جواب
دیتے تھے کہ گاما گاٹا مارو، مولانا عبید اللہ سندھی جلاوطنی کے ایام میں کابل سے روس
گئے ان دنوں وہاں لینن کا کیونسٹ انقلاب آچکا تھا وہ وہاں کے سرکردہ جملہ
انقلابیوں سے ملا اور روس سے ان دنوں ترکی واپس آئے جب وہاں بھی سلطان
عبدالحمید کی خلافت کا نظام ختم ہو چکا تھا کمال اتاترک کا سیکیولر انقلاب آچکا
تھا۔ وہاں سے مولانا سندہی نے گاندھی کو پیغام بھیجا کہ آپ کسی ذمہ وار ساتھی کو میری
طرف بھیجیں کچھ ضروری تجویز میرے پاس ہے جن سے ہم برطانیہ سے جلدی آزادی
لے سکیں گے تو گاندھی نے لالہ لجپت راء کو ترکی مولانا سے ملنے کیلیئے بھیجا اور مولانا
نے اسے کہا کہ مجھے روسی حکومت نے کہا ہے کہ اگر کانگریس پارٹی یہ وعدہ کرے کہ ہم
آزادی کے بعد ہندستان میں کیونسٹ معاشی نظام چلائینگے تو ہم آپکو برطانیہ سے
آزادی دلانے میں مدد کرینگے سو آپ یہ کانگریس سے گاندہی سے وعدہ لیں، مولانا
نے لالہ لجپت راء سے کہا کہ میری سکھ قوم زمینداری پیشہ کرتی ہے میں انکے پاؤں پر
کلہاڑی مارتا ہوں اور زمین اللہ کی ہے کے نعرہ سے نیشنلائز کرتے ہیں اور آپ کی
ہندو برادری سرمایہ دار ہے آپ انکے اثاثے قومی ملکیت میں لے آئیں اس نظام
سے ساری رعایہ میں مساوی معیشت کا بہتر نظام چلیگا اور آزادی از انسواء، لالہ لجپت

راء ترکی سے وطن واپس آئے انگریز کمیونزم سے نہایت خائف تھے مولانا سندھی کی
تجویز تو شاید گاندھی نے قبول نہیں کی شاید برلا اور ٹاٹا آڑے آئے ہوں لیکن انگریز
لالہ لجپت راء کے پیچھے ایسے پڑے جو اسے لاہور میں ایک جلوس کی قیادت کے
دوران ڈی، ایس، پی پولیس سانڈرس نے بہت سخت لاٹھی چارج کرائی جو لالہ جی
اس میں سخت زخمی ہو کر نڈھال ہو گئے اور چند ہفتوں کے اندر وہ فوت ہو گئے اسپر سردار
بھگت سنگھ کو ایسا غصہ آیا جو وہ اس پولیس افسر سانڈرس کے پیچھے پڑ گئے اور ایک دن
اسکے سامنے آ گیا اور بھگت سنگھ نے اسکو نشانہ لیکر اسکی آفیس کے سامنے اسے مار ہی دیا
سانڈرس کے قتل کے بعد لاہور کی پولیس باولی ہو گئی اور بھگت سنگھ کو گرفتار کر لیا اور
۱۹۳۰ء میں اسے پھانسی بھی دے دی اور چندر شیکھر آزاد کلکتہ سے لاہور آ رہے تھے
کہ راستہ میں الہ آباد شہر میں پولیس کے ہاتھوں مارا گیا جہاں لاہور کی مٹی آزادی کے
سپوتوں کو جنم دیکر پناہ دے رہی تھی وہاں انگریزی تاج و تخت کے کاسہ لیس اپنی دھرتی
کے غداروں کو بھی لوریاں دیتی رہی ہے جنکے بارے میں سید عطاءاللہ بخاری نے اپنے
مشہور قصیدہ میں کہا ہے کہ

چہ پنجاب آن فرنگی رامعسکر ۔ معسکر را غلام احمد پیغمبر
فرنگی معسکر ہست پنجاب ۔ ضلالہ راپیغمبر ہست پنجاب
زنواب وریئسانش چہ پرسی۔ سگے سگ زادگاں کرسی یہ کرسی
زمینے فتنہ زائے فتنہ خیزے۔ کہ شیطان پیش پالش سجدہ ریزے
زمینے ہندشدا رض الجواسیس ۔ نہ جان محفوظ نئے مصئوں نوامیس

مجموعی طور پر لاہور کی گلیں انقلابی سورموں پر تنگ ہوتی گئیں سوراجی ورکروں جو شہر

میں بم بنانے کی فیکٹری قائم کی تھی اسپر بھی چغلی لگی اور چھاپہ پڑا کہ فیکٹری ناس کی گئی
اب آزادی کے متوالوں کو شدت سے احساس ہوا کہ حکومت انگلشیہ کے جاسوس شہر
کے محلوں اور کوچوں میں پھیلے ہوئے ہیں تو یہ سب کارکن لاہور کی پڑوس والی بستی
رائیونڈ کی طرف منتقل ہو گئے اور وہاں بھی اکثر میٹنگیں رات کو کرتے تھے اور نقل
وحرکت میں بہت محتاط ہو گئے مہمان اور نئے آنے والوں کو کوڈ سمجھائے ہوئے تھے
رات کے وقت کوئی بڑی بوڑھی مٹی کے دیوے تیل سے جلا کر جھاڑیوں میں خواہ مخواہ
بڑبڑاتی پھرتی تھی کہ میڈے لیلھے کدھوں چلے گئے اور اوپرا مہمان کہتا امی جی وتی
دے حکیم صاحب نوں اساں نے ملنا ہے وغیرہ، بہرحال شہر لاہور کی آزادی کی ہلچل
کو اسکی جڑواں بستی رائیونڈ نے ایسا سنبھالا جیسے خشک کھیتی کو پانی مل جائے اور آگے
چلکر اسپر بھی سامراجی خونخواروں کی نظر پڑ گئی کہ یہاں سے لاہور کو کنٹرول کیا جاتا
ہے اور لاہور سے باقی ملک کو تو پھر کیوں نہ ہم بھی نظام الدین اولیاء دہلی کی مسجد والے
تبلیغی مرکز کی ایکسٹینشن یہاں قائم کریں جو وہ تحریک مقاصد پاکستان کا مرکز بنجائے
اور یہاں سے لاہور پر انکا کنٹرول ہوا اور آگے بقایا ضلع پاکستان کو بھی سنبھالیں تو عالمی
سامراج نے رائیونڈ میں مسجد نظام الدین اولیاء دہلی کی تبلیغی جماعت کا جو ذیلی ادارہ
قائم کیا ہوا ہے وہ اپنے مقاصد میں اتنا تو کامیاب گیا ہے جو انکے عزائم سے بھی بڑھکر
اور اسطرح وہ رائیونڈ کی مٹی سے سامراج سے چھٹکارے والی ہلچل کا پورا پورا انتقام
اور بدلہ سود سمیت لے رہے ہیں جناب معزز قارئین! اگر مجھے آپ معاف فرمائیں تو
میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہم مسلم کہلانے والوں سے بڑھکر عالمی سامراج
کے تھنک ٹینک کے دانشور قرآن حکیم کو سمجھ بوجھ کر پڑھتے ہیں وہ اس تجسس اور کھوج

سے قرآن کو پڑھتے ہیں کہ اس کتاب کی کونسی وہ حکمت بھری ہدایتیں ہیں جنکی رہنمائی
سے اونٹوں اور بکریوں بھیڑوں کے چرواہے انسانوں کے قائد بنگئے زمانے کے امام
اور لیڈر بنگئے اور اس قرآن میں کونسی فکری اور نظریاتی پیکیج ہے جسے اہل فارس اور روم
کے باسیوں نے وہ معلوم کر کے اپنے بادشاہوں کے تاج اچھال کر قیصر و کسریٰ کے
تخت، محمد الرسول اللہ کے پارٹی ورکر انقلابیوں کے حوالے کئے اور انکے مقابلہ میں
مسلم امت کے لوگ جنکو شروع زمانے کے شکست خوردہ روم وفارس کے تھنک ٹینک
کے دانشوروں نے خود کو امام کے لقبوں سے ملقب کر کے اور اہل بیت رسول
کہلوا کر اور رسول اللہ کی طرف منسوب کردہ قرآن دشمن اصولوں اور احکام قرآن کو
توڑنے والے ڈائلاگوں کو حدیث رسول کے نام پر علمی میدان میں لے آئے تھے اور
یہ مشہور کیا کہ علم نبوت اور میراث نبوت اماموں کی ان حدیثوں اور فقھوں میں ہے یہ
حدیثیں اور فقہ قرآن کی تعبیریں ہیں جو امام لوگ سمجھ سکے ہیں اور قرآن ہر ایک کی سمجھ
میں آنیوالی کتاب نہیں ہے ہاں البتہ ثواب کی نیت سے کوئی پڑھے تو اور بات ہے رہی
بات فہم قرآن کی تو وہ صرف علوم امامت سے حاصل ہوگا، تو جناب عالی عالمی سامراج
شروع زمانے سے وحی کے ذریعے نبوت اور رسالت کے ذریعہ سے ملے ہوئے
قرآن کو پس دیوار اور پس تاک الماریوں کے لگا کر اسکی جگہ تصوف کے ورد و وضائف
اور صلوۃ کی معنی پوجا اور زکوۃ کی معنی سال میں ایک بار ایک سو روپیہ پر ڈھائی روپیہ
دینے والے علوم حدیث وفقہ کو قرآن کی تفصیل مشہور کئے ہوئے ہے، عالمی سامراج
خود علم کو ظاہری اور باطنی قسموں میں تقسیم کر کے اسکا نصاب، درس نظامی مجوسیوں اور
نصاریٰ کے غاروں میں پنپنے والے صوفیاء سے اور عجمی اماموں سے بنوائے ہیں اور

قرآن حکیم نہ انکے ظاہری علوم سے میچ کھاتا ہے نہ ہی باطنی علوم سے کیونکہ انہوں نے
قرآن کی جو باطنی اور ظاہری معنائیں مشہور کی ہوئی ہیں فہم قرآن کا فن تصریف
آیات انکی تردید کرتا ہے اور ویسے بھی قرآن کا دعوی ہے اعلان ہے کہ ہمنے تفسیر قرآن
کے معاملہ میں بھی پڑھنے والوں کو غیر قرآن اور غیر اللہ کا محتاج نہیں کیا (۳۳-۲۵) لیکن
قرآن حکیم کے ان اعلانوں کے باوجود اب کے لیٹسٹ سامراج نے جو پرانی امامی تحریک
کا نیا قرآن دشمن ماڈل تبلیغی جماعت کے نام سے میدان میں لایا ہے تو اسکے بانی
مولوی الیاس صاحب قدس سرہ کا ایک ملفوظ اس کتاب کے اندر جماعت کے نصابی
کتاب چھ باتیں کے حوالہ سے پڑھیں گے کہ وہ بھی کسطرح تو علوم مروجہ موجودہ
ظاہراً وباطناً کیلئے انکو محکم رکھنے کی سفارش کر رہا ہے، کتابچہ کا صفحہ نمبر ۴۱ ہے تو اس
جماعت کا قیام عالمی سامراج کو قرآن کے معاشی مساوات والے نظریہ سے جان
چھڑانے کیلئے ازبس ضروری تھا اور ہے کیوں نہ اسپر کتنا ہی پیسہ خرچ ہو اس خرچہ کی
پروا نہیں ہے صرف انکو لوٹ مار سلامت رکھنی ہے استحصال سلامت رکھنا ہے محنت
کشوں کو قوت لایموت پر نوکر بنائے رکھنا ہے جبکہ جملہ انبیاء کی مشن اور تحریک کا
خلاصہ ہی یہ ہے کہ زمانہ کے ان سارے فرعونوں کے مقابلہ کیلئے جاؤ ان نمرودوں
،ھامانوں، شدادوں کے خلاف جا کر غریبوں مسکینوں کو کٹھے کر کے انکی بادشاہتیں جڑ
سے اکھیڑ ڈالو تمھاری اس ساری جدوجہد کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ لتجزیٰ کل
نفس بما تسعیٰ (۱۵-۲۰) یعنی ہر ایک کو اپنے محنت کا پورا پورا پھل ملے اور وان
لیس للانسان الا ماسعیٰ (۳۹-۵۳) کوئی اپنی محنت اور عمل سے بڑھکر نہ کھائے نہ
اٹھائے معزز قارئین عالمی سرمایہ دار اس تبلیغی جماعت پر جو کروڑوں اربوں روپے

خرچ کر رہا ہے اس کا پسمنظر اور فلسفہ شاید اس مثال سے بھی آپکی سمجھ میں آسکے کہ سوویٹ یونین کے سقوط کے بعد کمیونزم کے قبلہ ماسکو کو ختم کرنے اور لینن گراڈ کو الثانے کے بعد گورباچوف سے پرسترو کا لکھوا کر اسے امام ابوحنیفہ کی طرح بنا کر کمیونزم اور داس کیپٹال کو منسوخ کرایا پھر دنیا بھر کے انسان دوست، سوشلسٹ اور ترقی پسند پسماندہ لوگوں کیلئے یہ تجویز عمل میں لائی کہ انکو اگر ایسے ہی پہلے کی طرح محروم رکھینگے اور فکری ترقی اور نظریوں کی شاعری اور مضامین لکھنے پر اگر جیلوں میں ڈالینگے یا بغاوت کے الزاموں میں انھیں مغرور اور انڈر گراؤنڈ بنائینگے تو یہ لوگ پھر نہ کہیں کارل مارکس اور لینن کا روپ دھارلیں تو کوئی ہرج نہیں ہوگا اگر انکو بھی ہیوم نزم اور انسانی خدمت وفلاح کے نام سے کہیں کہ کوئی بات نہیں جو اگر تم انقلاب کی ذریعے اگر اپنی حکومت قائم نہ کر سکے تو بڑی بات نہیں اب آؤ تمھیں نان گورنمنٹل طریقے سے انسانی خدمت کی اسکیمیں دیتے ہیں اب تم ایسے سمجھو کہ سارا جہان تمھارا ہے اب تم لوگونکو تعلیم دو کہ درخت زیادہ لگاؤ تا کہ دنیا کی انوائرمنٹ نہ بگڑے اب تملوگ گاڑییں رکھنے والوں کو لیکچر دو کہ انجن درست رکھیں اسلئے کہ اگر دھواں زیادہ ہوگا تو اوزون میں شگاف پڑ جائیگا پھر دنیا کی موسمیں بگڑ جائینگی تم تعلیم صحت پر لیکچر دیا کرو صاف پانی کی خوبیاں لوگونکو سمجھاؤ اس انسانی بقا کی خدمت کیلئے آپکو فائیو اسٹار کیڈر کے ٹی، اے، ڈی، اے ملینگے ہوائی جہازوں کے سفر کریں دنیا بھر میں گھوم کر ہر جگہ اپنے لیکچر دیں تمھاری بڑی بڑی تنخواہیں اور ساتھ حور وغلمان ان آفیشلی اسی دنیا میں نقد، تبلیغی جماعت کو حوروں کے وعدے کل کے لئے انکے مذہب نے دیئے ہیں ہم آپکو بغیر ادھار کے ابھی دیتے ہیں تو جناب اعلیٰ! کمیونزم کے پھر سے آنے کے

خوف سے این جی اوز بنائی گئیں اور ورلڈ کے اسلامی انقلاب سے جان چھڑانے کیلئے عالمی سامراج نے تبلیغی جماعت بنائی، میرا ایک دوست این جی اوز میں گیا وہاں اسنے رنگارنگی دیکھنے کے بعد اپنی پہلی میلی کچیلی بیوی بھلادی ہے اور ایک مدرسے کے مھتمم نے اپنی زندگی تبلیغ میں دے دی تو پیچھے سے اسکے مدرس نے اسکی بیوی اغوا کردی۔

تبلیغ کے بارے میں مولانا الیاس کے اقوال کا تجزیہ

میرے سامنے تبلیغی جماعت کی کتاب بنام چھ (٦) باتیں موجود ہے یہ پاکٹ سائیز کی کتاب ہے اور مولانا عاشق الٰھی بلند شھری کی تالیف کردہ ہے جسے قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی نے پبلش کیا ہے۔ ٹائیٹل پر جماعت کے اسلوب اور منشور کی وہ چھ باتیں بھی لکھی ہوئی ہیں) کلمہ طیبہ، ۲ نماز، ۳ علم وذکر، ۴ اکرام مسلم، ۵ اخلاص نیت، ٦ تبلیغ اور اندرون ٹائیٹل پہلے پیج پر حضرت محمد الیاس قدس سرہ کی تبلیغی جماعت کے بنیادی اصول بھی لکھا ہوا ہے کتاب کل ۹٦ صفحوں پر مشتمل ہے کتابچہ میں مولانہ محمد الیاس قدس سرہ صاحب کے حوالہ سے ایک جگہ خلاصہ تبلیغ بالفاظ حضرت مولانہ محمد الیاس کا مضمون دوعدد صفحوں کا ہے اور دوسرا تبلیغی کام کرنے والوں کو ہدایت کا مضمون پندرہ صفحوں کا بھی مولانا محمد الیاس صاحب کے نام کا لکھا ہوا ہے اور اخیر میں دوعدد صفحوں کا مضمون بنام ہدایت ونصیحت از حضرت شیخ الحدیث مدظللہ العالی مظاہر العلوم کے نام کا لکھا ہوا ہے انکے علاوہ بقایا صفحات مولانا عاشق الٰھی صاحب کے لکھے ہوئے ہی ہو سکتے ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ شروع میں جماعت تبلیغ کے بانی مولانا محمد الیاس قدس سرہ صاحب کی ملفوظات پر اپنی گذارش

بطور تنقید و تبصرہ لکھوں بعد میں بقایا چھ نکاتی منشور پر مولانا الیاس صاحب قدس سرہ کے الفاظ ہیں کہ اس تحریک کا خلاصہ یہ ہے کہ مدرسہ کی تعلیم کے زمانہ میں جو کچائی باقی رہ گئی ہے اسکو دور کرنے کیلئے کلمہ و نماز چھوٹوں بڑوں کے آداب، باہمی حقوق، درستی نیت اور لغزش کے موقعوں سے کے علم و عمل کو سیکھنے کے لئے ان اصولوں کے ساتھ اپنے بڑوں سے لیتے ہوئے ان لوگوں کے پاس جائیں جو ان سے بلکل محروم ہیں، تا کہ انکی کچائی دور ہو جائے اور انکو واقفیت حاصل ہو معزز قارئین کی خدمت میں میں عزیز اللہ عرض گذار ہوں کہ غور فرمائیں کہ مولانا الیاس صاحب کے یہ الفاظ کہ ان اصولوں کے ساتھ اپنے بڑوں سے لیتے ہوئے یہ الفاظ کتنے تو بظاہر سیدھے سادے نظر آرہے ہیں جبکہ انکا پس منظر انتہائی قرآن دشمن ہے جو پیش نظر کر رہا ہوں اور مہربانی فرما کر میری گذارش کے اختتام تک حوصلہ تھامے رکھیں مکمل توجہ سے اس جملہ کا ربط پڑھیں حدیث کی مشہور کتاب بخاری کے اندر ایک کتاب ہے بنام کتاب المحاربین من اھل الکفر والردہ جسکی معنی ہے کافروں اور مرتدوں میں سے آپس میں لڑنے والوں پر یہ کتاب ہے۔ اس کتاب میں بخاری صاحب نے ۳۲ باب باندھے ہیں جناب اعلیٰ! ان جملہ ۳۲ بابوں میں امام بخاری قدس سرہ نے ایک بھی ایسی حدیث نہیں لائی جسمیں کسی مرتد یا کافر کے بارے میں وہ حدیث ہو جناب عالی ان ۳۲ بابوں میں کل ۴۸ حدیثیں لائی ہوئی ہیں اس کتاب سے پہلے کتاب الحدود ہے جسمیں چوری زنا اور معاشرتی جرائم کا ذکر ہے تو اس کتاب کے جملہ ابواب میں بھی اسطرح کی معاشرتی جرائم کی حدیثیں بخاری صاحب لایا ہے تو جناب عالی کیا بخاری صاحب اس عنوان باندھنے اور ہیڈنگ تجویز کرنے سے اپنے ٹکسال کی جھوٹی

حدیثوں کے ذریعہ کن لوگوں کو کافر اور مرتد قرار دے رہے ہیں؟ کیا بخاری اس چالبازی سے اصحاب رسول پر تبصرا نہیں کر رہا ہے؟ بخاری پر میرے اس الزام کا ثبوت خود بخاری کے کتاب التفسیر میں سورہ مائدہ کی آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کے ذیل میں بخاری نے وہاں بھی اصحاب رسول کو مرتد اور اصحاب شمال کی حدیث گھڑ کرفٹ کی ہے تو بخاری کی اندر کی یہ صحابہ دشمنی یہاں ان ۳۲ بابوں پر مشتمل کتاب کا نام کافروں اور مرتدوں کی لڑائیاں رکھنا کوئی کم خباثت ہے؟ بہر حال اصل جو مولانا الیاس صاحب کی تبلیغ کے تعارف کی عبارت سے متعلق بات ہے وہ یہ ہے کہ اس کتاب میں ایک باب ہے ۹۷۹ نمبر جسکا عنوان بخاری صاحب نے لکھا ہے رجم الحبلی من الزنا اذااحصنت کے نام سے جسکی معنی ہے کہ کہ زنا سے حاملہ ہو جانے والی عورت کو سنگسار کرنا جناب عالی! حدیث کے اندرون متن میں کسی ایسے کیس اور واقعہ کی تو بات نہیں لیکن اس لمبی ساری تبرا والی حدیث میں مشہور دشمن اسلام امام زہری جو امہ المومنین بی بی عائشہ صدیقہ کے شان کے خلاف روایت افک گھڑنے والے ہیں وہ اس حدیث کی سند میں براجمان ہیں اس حدیث پر مزید تبصرہ تو قارئین میری کتاب قرآن مجبور میں پڑہیں یہاں مختصر عرض یہ کرنی ہے کہ حدیث سازوں نے حضرت عمر کو حج سے واپسی پر مدینۃ المنورہ میں اجتماع جمعہ سے خطاب کے بہانے حدیث بنائی ہے جسمیں کا کچھ حصہ یہ ہے کہ عمر بن الخطاب فرماتے ہیں کہ بلاشک اللہ نے محمد کو حق کے ساتھ بھیجا اور اسپر کتاب بھی نازل فرمائی اس کتاب میں رجم کی آیت بھی تھی (یعنی زانی کو سنگسار کر کے مار ڈالنے کی سزا) ہمنے وہ آیت پڑہی تھی اسکی حفاظت کی تھی اسے اچھی طرح سمجھا تھا مجھے اندیشہ ہے کہ کچھ

بطور تنقید و تبصرہ لکھوں بعد میں بقایا چھ نکاتی منشور پر مولانا الیاس صاحب قدس سرہ
کے الفاظ ہیں کہ اس تحریک کا خلاصہ یہ ہے کہ مدرسہ کی تعلیم کے زمانہ میں جو کچائی باقی
رہ گئی ہے اسکو دور کرنے کیلئے کلمہ و نماز چھوٹوں بڑوں کے آداب، باہمی حقوق، درستی
نیت اور لغزش کے موقعوں سے کے علم و عمل کو سیکھنے کے لئے ان اصولوں کے ساتھ
اپنے بڑوں سے لیتے ہوئے ان لوگوں کے پاس جائیں جو ان سے بلکل محروم ہیں، تا
کہ انکی کچائی دور ہو جائے اور انکو واقفیت حاصل ہو معزز قارئین کی خدمت میں میں
عزیز اللہ عرض گذار ہوں کہ غور فرمائیں کہ مولانا الیاس صاحب کے یہ الفاظ کہ ان
اصولوں کے ساتھ اپنے بڑوں سے لیتے ہوئے یہ الفاظ کتنے تو بظاہر سیدھے سادے
نظر آرہے ہیں جبکہ انکا پس منظر انتہائی قرآن دشمن ہے جو پیش نظر کر رہا ہوں اور مہر
بانی فرما کر میری گذارش کے اختتام تک حوصلہ تھامے رکھیں مکمل توجہ سے اس جملہ کا
ربط پڑھیں حدیث کی مشہور کتاب بخاری کے اندر ایک کتاب ہے بنام کتاب المحار
بین من اھل الکفر والردہ جسکی معنی ہے کافروں اور مرتدوں میں سے آپس میں لڑنے
والوں پر یہ کتاب ہے۔ اس کتاب میں بخاری صاحب نے ۳۲ باب باندھے ہیں
جناب اعلی! ان جملہ ۳۲ بابوں میں امام بخاری قدس سرہ نے ایک بھی ایسی حدیث
نہیں لائی جسمیں کسی مرتد یا کافر کے بارے میں وہ حدیث ہو جناب عالی ان ۳۲
بابوں میں کل ۴۸ حدیثیں لائی ہوئی ہیں اس کتاب سے پہلے کتاب الحدود ہے جسمیں
چوری زنا اور معاشرتی جرائم کا ذکر ہے تو اس کتاب کے جملہ ابواب میں بھی اسطرح
کی معاشرتی جرائم کی حدیثیں بخاری صاحب لایا ہے تو جناب عالی کیا بخاری
صاحب اس عنوان باندھنے اور ہیڈنگ تجویز کرنے سے اپنے ٹکسال کی جھوٹی

حدیثوں کے ذریعہ کن لوگوں کو کافر اور مرتد قرار دے رہے ہیں؟ کیا بخاری اس
چالبازی سے اصحاب رسول پر تبسرا نہیں کر رہا ہے؟ بخاری پر میرے اس الزام کا
ثبوت خود بخاری کے کتاب التفسیر میں سورہ مائدہ کی آیت **فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیھم** کے ذیل میں بخاری نے وہاں بھی اصحاب رسول کو مرتد اور
اصحاب شمال کی حدیث گھڑ کر فٹ کی ہے تو بخاری کی اندر کی یہ صحابہ دشمنی یہاں ان ۳۲
بابوں پر مشتمل کتاب کا نام کافروں اور مرتدوں کی لڑائیاں رکھنا کوئی کم خباثت ہے؟
بہر حال اصل جو مولانا الیاس صاحب کی تبلیغ کے تعارف کی عبارت سے متعلق بات
ہے وہ یہ ہے کہ اس کتاب میں ایک باب ہے ۹۷ نمبر جسکا عنوان بخاری صاحب
نے لکھا ہے **رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت** کے نام سے جسکی معنی ہے کہ
کہ زنا سے حاملہ ہو جانے والی عورت کو سنگسار کرنا جناب عالی! حدیث کے اندرون
متن میں کسی ایسے کیس اور واقعہ کی تو بات نہیں لیکن اس لمبی ساری تبرا والی حدیث میں
مشہور دشمن اسلام امام زہری جو امہ المومنین بی بی عائشہ صدیقہ کے شان کے خلاف
روایت افک گھڑنے والے ہیں وہ اس حدیث کی سند میں براجمان ہیں اس حدیث
پر مزید تبصرہ تو قارئین میری کتاب قرآن مجبور میں پڑھیں یہاں مختصر عرض یہ کرنی ہے
کہ حدیث سازوں نے حضرت عمر کو حج سے واپسی پر مدینۃ المنورہ میں اجتماع جمعہ
سے خطاب کے بہانے حدیث بنائی ہے جسمیں کا کچھ حصہ یہ ہے کہ عمر بن الخطاب
فرماتے ہیں کہ بلاشک اللہ نے محمد کو حق کے ساتھ بھیجا اور اسپر کتاب بھی نازل فرمائی
اس کتاب میں رجم کی آیت بھی تھی (یعنی زانی کو سنگسار کرکے مار ڈالنے کی سزا) ہمنے
وہ آیت پڑھی تھی اسکی حفاظت کی تھی اسے اچھی طرح سمجھا تھا مجھے اندیشہ ہے کہ کچھ

عرصہ گذرنے کے بعد کوئی شخص یہ نہ کہے کہ قرآن میں رجم کی آیت تو ہے ہی نہیں اور اسطرح سے لوگ اللہ کے اس فرض پر عمل کرنا بھی چھوڑ دیں اور گمراہ ہو جائیں رسول اللہ نے رجم کی سزا دی تھی اسکے بعد ہمنے بھی دی ہے اس خطاب جمعہ کی حدیث میں حدیث سازوں نے قرآن سے اس ایک آیت کے گم ہو جانے کے اشارہ سے قرآن کو غیر محفوظ اور ناقص ثابت کرنے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ آگے حدیث میں خطاب کے بہانے ایک دوسری آیت بنا کر بھی بتاتے ہیں کہ وہ بھی حضور کے زمانہ میں ہم پڑھا کرتے تھے جو آجکل قرآن میں نہیں ہے وہ کسی نے چوری کی ہوئی ہوگی وہ یہ ہے کہ **ان لاترغبوا عن آبائکم فانہ کفر بکم ان ترغبوا عن آبائکم او ان کفر ایکم ان ترغبوا عن آباء کم** یعنی خبردار اپنے باپ دادوں سے موںھ نہ موڑیں باپ دادوں سے موںھ موڑنا یہ تمھارا کفر ہوگا اس سے بچتے رہو جناب عالی! اس مفہوم سے ملتی جلتی لائن حدیث سازوں نے اور حدیثوں میں بھی دینے کی کوشش کی ہے اور دیکھا آپنے کہ گھڑی پلک میں بخاری کے استادالاستاد امام زہری نے جو علم امامت فٹ کرایا ہے کہ بڑوں کے کہے پر چلا کرو بڑوں آباؤ اجداد سے موںھ موڑنا یہ کفر سے شمار ہوگا تو جناب عالی مولانا محمد الیاس قدس سرہ صاحب کی اس کتاب میں جو دو عدد مختصر مضمون لکھے گئے ہیں ان دونوں میں قرآن کو پڑھکر سوچ سمجھ کر پڑھنے کی کسی ایک جگہ بھی نصیحت اور تلقین نہیں ہے، اسکی جگہ مولانا الیاس صاحب بھی بخاری کی حدیث کے مطابق قرآن کی گم شدہ آیت کے حکم کے مطابق علم و عمل سیکھنے کے اصول بڑوں سے لینے کی تاکید فرماتے ہیں، کیوں جناب عالی! بڑے کون لوگ ہیں؟ ان بڑوں نے کہاں سے وہ اصول سیکھے ہیں؟ کیوں قرآن کا نام نہیں لیا جارہا ہے، کیا علم و عمل کی

بات قرآن میں نہیں ہے؟ اگر ہے تو پھر یہ بڑے بڑے کی رٹ کہیں وہ تو نہیں جو علم نبوت نے اسے ٹھکراتے ہوئے امامت کا علم گھڑنے والوں کے منہ پر دے ماری ہے کہ **ان ھی الاسماء سمیتموھا انتم و آبائوکم ماانزل اللہ بھا من سلطان ان یتبعون الاالظن وما تھوی الانفس ولقدجائھم من ربھم الھدیٰ (۳۳.۵۳)-** خبردار یہ بڑوں کے نام یہ سلف اور اسلاف کی اصطلاحیں تمھاری اور تمھارے باپ دادوں کی یہ گھڑاوت ہے ان نام نہاد بڑون کی تائید میں تمھارے پاس اللہ کی نازل کردہ کوئی بھی دلیل نہیں ہے اور یہ تم جو عن فلان عن فلان کے ذریعے امامت کے لقب سے حدیث سازی کا کارخانہ کھولے بیٹھے ہو، **ان یتبعون الاالظن** یہ سب ظنیات ہیں ان الظن لایغنی من الحق شیئا (۳۶_۱۰)

ظنی باتیں حق جو قرآن ہے اسکے مقابلہ میں نہیں آسکتیں اور یہ سب کچھ تمھاری ذہنی سازش اور شرارت ہے یاد رکھو ایسے لوگوں کے لئے قرآن بھی آیا ہوا ہے لیکن یہ قرآن کو تکتے ہی نہیں جھانکتے ہی نہیں قرآن کا تو نام لینے میں بھی انکو بخار آتا ہیں مولانا الیاس صاحب کے اس پہلے مضمون سے اگلے مضمون تبلیغی کام کرنے والوں کو ہدایات میں ''صفحہ نمبر 10 پر مولانا صاحب نے ان بڑوں کا ذکر دوبار پھر دوبارہ کیا ہے چھبیسویں ہدایت میں فرماتے ہیں کہ'' مگر علم و ذکر میں مشغولیت اپنے بڑوں کے زیر ہدایت اور انکی نگرانی میں ہو اور آگے ستائیسویں ہدایت میں فرماتے ہیں کہ اس سلسلے کا ایک اصول یہ ہے کہ آزادی اور خود روی نہ ہو بلکہ اپنے کو بڑوں کا پابند رکھو جن پر پہلے بزرگ اعتماد ظاہر کر گئے ہیں جناب معزز قارئین! ان بڑوں بڑوں کی معنی سمجھنا بہت لازمی اور ضروری ہے تبلیغی جماعت کے کئی سارے پہلو

ہیں ایک طرح تو ان کیلئے جان بوجھ کر مشہور کیا ہوا ہے کہ یہ بیچارے لوگ صرف آخرت کی زندگی اور آخرت کے جہان کو سنوارنے کی فکر میں گم ہیں مرے جارہے ہیں ان بیچاروں کا دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے جناب عالی یہ تعارف ان کیلئے میں بھی درست مانتا ہوں کہ واقع تبلیغی جماعت نے سب لوگوں کو صرف آخرت سنوارنے کے فکر میں ایسا تو لگایا ہوا ہے جو ان سے گھر بار اور دنیا کے سارے امور بھولے ہوئے ہیں چھوڑے ہوئے ہیں جناب یہی تو عالمی سامراج کی تھنک ٹینک نے سوچا ہوا ہے کہ مسلمان قرآن سے دور رہیں جو انکو حکم دیتا ہے کہ سرمایہ کو عوام میں اتنا تو پھیلاؤ جو **لا یکون دولة بین الاغنیاء** یعنی سرمایہ صرف امیروں کے بیچ محدود ہو کر پھرتا نہ رہے تو جو مسلم امت کے افراد کو قرآن سے دور کر کے انکے نام نہاد بڑوں کے حکم پر مست رکھو ذکر و فکر صبحگاہی میں انہیں پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں انہیں (اقبال) کی طرح یہ ایسے تو حور و غلمانوں کے نشہ میں رہیں جو ان کو **کل امرا بما کسب رھین** کا فلسفہ سمجھ میں نہ آئے قل العفو کا راز یہ لوگ سمجھ نہ سکیں اور وان لیس للانسان الا ما سعی کے مفھوم کو مسلمان سمجھ نہ سکیں اسلیئے تبلیغی جماعت کی ہدایات کے ذریعے مسلمانوں کو آخرت کے فکر میں پھنسا کر دنیا میں لٹیروں اور لفنگوں استحصالیوں اور مترفین کو قابض بنائے رکھنے میں آسانی ہو جناب عالی مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ امریکی صدر نے روسی صدر برزنیف کو خط لکھا کہ ہمیں آپکے کمیونزم سے کوئی ڈر نہیں ہمارے کیپیٹل ازم کو مسلمانوں کے قرآن سے بڑا خطرہ ہے تو عالمی سامراج کے سرمایہ داروں نے بہت اچھے خاصے سرمایہ سے یہ تبلیغی جماعت ایجاد کرائی ہوئی ہے تاکہ اسکے ذریعہ مسلم امت سے قرآن چھین لیں تاکہ مسلم لوگ دنیا کی حکمرانی کے بدلے دانتوں میں ازار بند قابو کئے ڈھیلوں سے پیشاب سوکھانے سے فارغ نہ ہونے پائیں میں ان مخلص اور سادہ ذہن تبلیغیوں سے عرض کرتا ہوں کہ آخرت کی کامیابی مولوی الیاس کے چھ نکاتی منشور سے نہیں ملیگی قرآن نے آخرت کی کامیابی سے پہلے دنیا کی کامیابی کی تعلیم دی ہے یعنی جو لوگ **ربنا آتنا فی الدنیا حسنة** کو سمجھ سکینگے یعنی دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح انسانی ضرورت ہے **و لا تنس نصیبک من الدنیا** (۲۸-۷۷) دنیا میں کا اپنا حصہ نہ بھلا، اللہ نے دنیا کی فلاح آخرت کی فلاح کو یکساں طور پر ضروری قرار دیا ہے اور یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دنیا کی حیاتی مختصر ہے قلیل ہے فانی ہے آخرۃ کی حیاتی اس سے بڑھکر ہے ایسے نہ کریں کہ فانی چیز کی طرف سارا توجہ دیں جو آخرت کی محرومی میں قید ہو جاؤ تو دنیا اور آخرت دونوں کی وجاہت اللہ کو پسند ہے جو بندے کو حاصل کرنی ضروری ہے دنیا کے معاملات گھر بال بچے اور معاشرہ کی اصلاح اور سنبھال یہ سب دینی فرائض ہیں دنیاوی حاجات اور ضروریات کو فالتو سمجھنا اور اھمیت نہ دینا اور آخرت کے نام پر دنیا میں محروم اور مفلوک الحال رہنا یہ رہبانیت ہے جسے قرآن نے غیر قرآنی فعل قرار دیا ہے جسکے لئے اللہ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ ایسا کوئی حکم ہم نے نہیں دیا یہ ان لوگوں کی اپنی اختراع ہے تو یہ بڑوں کے کہے پر چلنے کی تلقین خالی مولوی الیاس سے شروع نہیں ہوئی ہے یہ تو بخاری، زہری، طبری اور دیگر فارس کے اماموں کی اختراع ہے جو امام لوگ علم نبوت وحی یعنی قرآن کو انسانوں سے چھیننا چاہتے تھے کیونکہ قرآن نے تو انسانوں کو بڑوں بڑوں کے مقابلہ میں عقل پر چلنے کی ہدایت دی ہے اور نبوت کے اس شاہکار علمی سمبال قرآن نے اعلان کیا ہوا ہے کہ **والذین اذا ذکر وا بایات ربھم لم**

یخروا علیہا صماؤ عمیانا یعنی مومنوں کی شان یہ ہے کہ جب انکے سامنے انکے رب کی آیات بھی پڑھی جائیں تو وہ بہرے اور اندھے ہو کر انپر گر نہ پڑیں بلکہ بصیرت کی آنکھیں کھولکر ٹٹولکر پھر قبول کریں تو جناب معزز قارئین ! یہ ہے علم نبوت جو قرآن کے نام سے دنیا والوں کو دیا گیا ہے اور ادھر آپ نے علم امامت دیکھا جہاں آنکھیں بند کر کے انکے بڑوں کے پیچھے چلنے کی سفارش کی جاتی ہے نتیجہ یہ نکلا کہ علم نبوت یعنی قرآن انسانوں کو عقل آنکھوں اور بصیرت سے سوچ سمجھ کر چلنے کی ہدایت دیتا ہے اور امامت کے علوم لوگوں کو آنکھیں بند کر کے اماموں کے پیچھے چلانا چاہتے ہیں تو یہاں تبلیغی جماعت میں بھی اگر آپ ان بڑوں کی کھوج لگائینگے تو وہ بڑے کہیں آء ایس آء کے داڑہی پوش جنرل ملینگے تو کسی منزل پر تو یہ جنرل بھی بونے نظر آئینگے اور ان سے بڑے بھی کہیں فری میسن میں فٹ نظر آئینگے اور بھی یا تو اسطرح سمجھیں کہ برطانیہ اور امریکہ میں جو انکے انٹیلیجنس کے تربیتی ادارے ہیں جنمیں انکے بڑے بڑے ماہر نفسیات قرآن و حدیث وفقہ میں پی ایچ ڈی کرائے ہوئے گورے یہودی اور عیسائی جنھیں کچھ عرصہ کیلئے یا دائمی طور پر نیا مسلم بنا کر داڑہی اور بقایا جبہ پگڑی مسواک یعنی فل کٹ میں یونیفائڈ پیش امام اور مفتی قاضی بنا کر بھیجے ہوئے ہیں وہ ان بڑوں میں شمار ہونگے اسکا ثبوت برطانیہ سی آئی افسر ہمفرے کی ڈائری میں پڑھا جائے جو کتابی شکل میں مارکیٹ میں مل رہی ہے۔ جناب عالی ! آکسفورڈ اور کیمرج کی کلیر کی یونیورسٹیوں میں جو قرآن وحدیث وفقہ کے اساتذہ ہیں وہ ٹوٹل یہودی اور نصاریٰ ہیں غزالی، رومی، ابن عربی، حلاج، حسن بن صباح، شاہ ولی اللہ جملہ مشاہیر عالم پر پی ایچ ڈی کروانے والے سب غیر مسلم ہیں تو مولانا الیاس کا اس کتابچہ میں یہ جملہ کہ

اپنے کو بڑوں کا پابند رکھو جن پر پہلے بزرگ اعتماد ظاہر کر گئے ہیں میری نظر میں امت مسلمہ کے موجودہ مشاہیر کے اذہاں اور عقلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں وہ سن ہو چکے ہیں اسلام کے نام پر لٹریچر میں قدم قدم پر سانپ سیٹ کئے ہوئے ہیں لیکن علماء اسلام خبر نہیں کیوں چپ ہیں شاید مشقتوں اور قربانی دینے کی مزاج سے وہ روٹھے ہوئے ہیں مرنے کیلئے تیار نہیں ہیں سندھ کے نامور بزرگ سیاست دان اور پاکستان کے حقیقی بانی محترم جی ایم سید کیلئے مشہور ہے کہ وہ فری میسن کے ممبر تھے جبکہ خود فرماتے تھے کہ میں ممبر بنا تو تھا لیکن بعد میں استعفا دے دی تھی صاحب **البیت ادریٰ بما فی بیتہ** یعنی گھر کا بھیدی گھر کا زیادہ علم رکھتا ہے اسکا فرمان تھا کہ تبلیغی جماعت باہر سے اسٹبلش کی ہوئی باہر سے ڈونیٹ کی ہوئی جماعت ہے تو کیا مسلم طالب علموں کو اتنا بھی حق نہیں ہے کہ یہ سوال کریں کہ آخر مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ نے اپنے ان دونوں مضمون میں یا اصل مضمون سے اقتباس لکھنے والوں نے قرآن حکیم کو پڑھنے اور اسے سمجھنے کیلئے سفارش کیوں نہیں فرمائی اتنی حد تک جو ملفوظات میں قرآن کا اتنا بھی ذکر نہیں ہے جتنا بڑوں بڑوں کی رٹ کا تکرار ہے جناب معزز قارئین اس کتاب چھ باتیں کے صفحوں پر علم ذکر کے عنوان تلے مولانا محمد عاشق الٰھی صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت کے نصاب تعلیم کا اہم حصہ نماز اور قرآن شریف کا صحی کرنا بھی ہے لیکن اس کے لئے جتنا وقت درکار ہے جماعت کے ساتھ رہ کر اتنا وقت نہیں مل سکتا جناب معزز قارئین غور فرمایا جائے کہ مولانا عاشق الٰھی صاحب اپنے بڑوں کا کتنا تو ٹرینگ یافتہ ہے اور ان بڑے سنر افسروں اور تبلیغی جماعت کے تھنک ٹینک اور پالیسی میکروں کا کتنا تو فرمانبردار ہے کہ بھولے سے بھی یہ نہیں لکھتا کہ جماعت تبلیغی

کے تعلیم نصاب میں سمجھ کر قرآن پڑھنا بھی ضروری ہے استغفر اللہ و معاذ اللہ کتنا
تو جماعتی بڑوں نے اپنے لکھاریوں کا برین واش کیا ہوا ہے آخر کار مولانا عاشق الٰھی
صاحب مولانا محمد یوسف صاحب فرزندار جمند مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ کے
دوست اور کلیگ جو ہیں، اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ ہمنے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان بنایا
ہوا ہے، ہے کوئی جو اس سے نصیحت حاصل کرے (۱۷-۵۴) تو اسکے باوجود یہ
قرآن دشمن تبلیغی جماعت والے صرف اپنے دشمنی چھپانے کیلئے اتنا لکھ رہے ہیں کہ
انکے نصاب میں قرآن شریف کا صحیح کرنا بھی ہے جناب من میرا ایک دوست جو ہندو
مذہب سے اسلام میں آیا ہے اسکی مادری زبان سندھی بھی صاف اور درست نہیں تو وہ
جب مجھے قرآن سناتا ہے تو اسکا تلفظ نہایت غلط ہوتا ہے جو اسکی اصلاح بھی بڑی محال
نظر آتی ہے لیکن ان الفاظ قرآن اور آیات قرآن کی تعبیر اور معانی وہ تو سناتا ہے جو
میں جو جدی پشتی مسلمان قاری اور دستار بند عالم ہوں وہ معانی ایسی تو ہونی ہیں
جنھیں آج تک میں بھی پہنچ نہیں پاتا تو جب بھی میں اسے ملنے جاتا ہوں میری ہمیشہ
نیت یہ ہوتی ہے کہ اس سے میں قرآن سیکھوں اور وہ ہر دفعہ نئی نئی تفسیری نکات
سمجھاتے ہیں لوگوں کی اطلاع کیلئے میں عرض کروں کہ یہ نام نہاد تبلیغ والے اپنی قرآن
دشمنی چھپانے کیلئے مشھور یہ کرتے ہیں کہ ہم قرآنی آیات اور قرآن کی آیات سے
استدلال اسلیئے نہیں کرتے کہ کہیں ہم سے غلطی نہ ہو جائے اسطرح ثواب کے بدلے
گنہگار ہو جائینگے جناب قارئین یہ انکی مکاری ہے اللہ ان سے مسلم امت سے عام
انسانوں سے مولوی زکریا کی فضائل سیریز کی کتابوں کا نہیں پوچھیگا اللہ تو انسانوں
سے اپنے کتاب قرآن کے بارے میں پوچھیگا کہ وہ میں نے آپکی طرف بھیجی تھی

تمنے اسے پڑھکر سمجھ کر اسپر عمل کیا یا نہیں کیا لیکن کیا کیا جائے جو جماعت تبلیغی کے
بڑوں کا مونھہ خبر نہیں کہ نیویارک کی طرف ہے یا جنیوا کی طرف ہے یا تل ابیب کی
طرف ہے قرآن حکیم نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ ان ھذہ تذکرہ فمن
شاء اتخذ الی ربہ سبیلا (۱۹-۷۳) یہ قرآن تو نصیحت ہے پھر جو اللہ کی طرف
راہ پکڑیگا یہ کتاب اسے رہنمائی کریگا اب ہر کوئی جا کر غور کرے کہ مجھے کس راہ پر جانا
ہے کس کی طرف جانا ہے لیکن آپ دیکھیں گے کہ قرآن کا نام، اللہ کی راہ کے طرف
کتاب اللہ کے ذریعے سے جانے کا نام، یہ لوگ بھول کر بھی نہیں بتاتے اس کتابچہ
کے صفحہ ۴۰ پر ایک ہیڈنگ ہے اس تبلیغی کام کے عنوانات کے نام سے اور یہ مضمون
ماخوذ ہے مولانہ الیاس صاحب کے ارشادات سے اسکے عنوان نمبر ۲ میں مولانا
صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص کا اپنے مبلغ علم کے مطابق مسلمہ اکابر کی نگرانی
میں اوامر خداوندیہ و نصوص شرعیہ کا اتباع کرتے ہوئے اپنے علم کو صحابہ و رسول خدا
ﷺ کے مطابق کرتے رہنا، جناب عنوان کی عبارت ختم اب غور کیا جائے کہ یہاں
بھی مسلمہ اکابر کو یہ لوگ گھسیٹ لائے ہیں اور عنوان کی عبارت میں نصوص شرعیہ کے
نام سے کئی علمی ماخذ اور مراکز کی طرف پڑھنے والوں کو دھکیلا ہے جبکہ اوامر خداوندیہ کا
صرف اور صرف ایک ہی نص قطعی ہے جسے ساری دنیا قرآن کے نام سے جانتی ہے
لیکن مولوی الیاس قدس سرہ خبر نہیں کہ ایک نص قرآن کا نام لئے بغیر کئی سارے
نصوص کی طرف تبلیغیوں کو دھکیل کر شرک بالقرآن کا مرتکب ہو رہا ہے میں یقین سے
کہتا ہوں کہ یہ اسکا دھکیلنا بھی قدس سرہ صاحب کے مسلمہ اکابران داتاؤں کا جبر اور
حکم ہوگا جنکی وجہ سے قدس سرہ صاحب بھی بھولے سے بھی قرآن حکیم جیسے نص قطعی کا

نام نہیں لے رہا جیسے کہ خود قرآن نے بھی اس راز سے پردہ اٹھایا ہے کہ **وما لھم عن التذکرہ معرضین** انکو کیا ہو گیا ہے جو یہ لوگ قرآن سے مونھ موڑے ہوئے ہیں قرآن کا نام ہی نہیں لے رہے بہانہ کرتے ہیں کہ پڑھنے میں غلطی ہو جائے گی اسلئے غلط پڑھنے سے گناہ ہو جائے گا اچھا اگر یہ بات ہے تو تم لوگوں کو یہ کہا کرو کہ قرآن کی معنی پڑھو وہ بھی وہ معنی جو مولانا الیاس صاحب قدس سرہ نے قرآن کا ایسا ترجمہ کیا ہو تو؟ اگر اسنے قرآن کا ترجمہ نہیں لکھا جو اسکے مسلمہ اکابر اس سے مایوس ہو جاتے تو فضائل سیریز لکھنے والے انکے لکھاری فضائل کے ساتھ قرآن کا ترجمہ لکھتے یا مولانا الیاس صاحب کے فرزند مولانا محمد یوسف صاحب لکھتے وہ بھی نہیں تو مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری لکھتے یا مولانا جمشید صاحب لکھتے یا کوئی انکا فیصل آبادی قاضی مفتی قرآن حکیم کا ترجمہ مفہوم خلاصہ یا تفسیر لکھتا انہوں نے جو فضائل کی بھرمار جھوٹی حدیثوں کے بہانے شروع کی ہوئی ہے کیا انہوں نے اللہ کو الیکشنی چودھری یا وڈیرا سمجھا ہوا ہے کیا جو فضائل لکھتے جا رہے ہیں اللہ انکی اکثریت کو خوب جانتا ہے جو یہ فخر سے کہتے رہتے ہیں کہ اس سال سالانا اجتماع میں اتنے اتنے لاکھ لوگ آئے بس کیا کہنا میدان حج اور میدان عرفات کا سمان تھا جدھر دیکھو ادھر خیمے ہی خیمے دنیا بھر کے ممالک کے وفود تھے، میرا خیال ہے کہ سعودی حکومت نے جو اپنے ہاں تبلیغی جماعت کی سرگرمیوں پر بندش لگائی ہوئی ہے انکو ڈر ہو گیا ہے کہ کہیں مکہ سے لاہور بازی نہ لے جائے جو مسجد الحرام کعبۃ اللہ میں نماز پڑھنے کی فضیلت دوسری مساجد کے مقابلہ میں انکی حدیثوں کے مطابق ایک نماز کا ثواب پچیس ہزار نمازوں کے برابر کیا گیا ہے لیکن تبلیغی جماعت والوں نے اپنے مراکز میں انکے ساتھ ایک نماز پڑھنے کا ثواب

انچاس کروڑ نمازوں کے ثواب برابر قرار دیا ہے مجھے کسی نے کہا کہ اب تین کروڑ اور بڑھ گئے ہیں اب اپنے بیانوں میں باون کروڑ بتاتے ہیں انہوں نے اللہ کو ملنے کیلئے بھی سٹے بازی کی مارکیٹ بنایا ہوا ہے جبکہ اللہ نے تو پوری روءِ زمین پر ساری کائنات میں سب کیلئے اعلان فرمایا کہ **من جاء بالحسنة فله عشر امثالها** یعنی میں ہر کسی کو ہر قسم کی کسی بھی اچھائی پر دس گنا انعام دونگا لیکن یہ کروڑوں کے بولیوں سے اللہ کی کیمپ میں نمازیوں سے بھرتی بڑھا رہے ہیں جو نمازوں کے علاوہ دیگر انسانی ہمدردی وفلاح جیسی نیکیوں کا نام ہی نہیں لیتے شاید انپر پیسہ خرچ کرنا ہوتا ہے اور اگر انکی ترغیبی بولیوں سے یہ تصور کیا جائے کہ ایک روپیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے باون کروڑ روپے خیرات کرنے کا اجر ملیگا تو ہر شخص یہ کہیگا کہ باون کروڑ مرے اللہ کے ہاں جمع ہو گئے اب وہ انکے بدلے میں جنت میں ایک فلیٹ یا اسی غرض کا ون اسٹوری بنگلہ تو دے دیگا میرا ایک دوست جس سے جدا ہوئے بھی عرصہ گزر گیا ہے وہ مسلسل دانوں والی تسبی مالھا پر کچھ پڑھتا رہتا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ کیا پڑھتے رہتے ہو تو اسنے بولا سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتا رہتا ہوں تو میں نے پوچھا یہ ورد کیوں؟ تو اسنے بولا کہ مولوی صاحب نے وعظ میں کہا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ایک بار سبحان اللہ پڑھتا ہے اللہ جنت میں اسکے باغ میں ایک کھجی لگا کر دیگا تو میں نے اس سے پوچھا کہ روزانہ کتنی تسبیں پڑھتے ہو تو اسنے بولا بے حساب پڑھتا ہوں مسلسل پڑھتا ہوں تو جناب معزز قارئین اس بیچارے کو جنت میں اپنی کھجوریں بڑھانے کا شوق تھا اور کہہ بھی رہا تھا کہ جنت میں کھجوروں کے حساب سے بہت بڑا رقبہ زمین کا میرے لئے ہو جائیگا یعنی انسان کی جاگیرداری اور سرمایہ داری کی ذہنیت کا اندازہ تو لگایا جائے کہ

کہاں تک پہنچی ہوئی ہے اس گدھے ذہنیت کے الو کو یہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ اسکی طرح
کے اور بھی لوگ جب ان حدیثوں کے کہے پر سبحان اللہ کی گنتی زیادہ پڑھینگے اور جنت
کی زمین ساری کی ساری کھجور کے درختوں سے بھر جائیگی اور ایسی جنت بھی کس
مزے کی ہوسکتی ہے جو جدھر بھی جاؤ کھجیوں کے جھنڈ ہوں ان تسبی بازوں صوفیوں کو
تو کساد بازاری اور افراط زر کی فلاسافی بھی نہیں معلوم یہ معیشت کے توازان اور
جنت کے حسن کی امتزاج کو کیا سمجھیں! جناب معزز قارئین اسی کتابچہ کے صفحہ چالیس
پر تبلیغی کام کے عنوانات مولانا الیاس صاحب کے الفاظ سے نقل کئے گئے ہیں انمیں
سے تیسرے عنوان میں مولانا قدس سرۃ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان کے اندر حضور کی
لائی ہوئی خیروں میں سے کوئی نہ کوئی خیر اسکے شر سے محفوظ رہتے ہوئے حاصل کرنا
اور اپنی خیر اس کو (اپنے شر سے محفوظ رکھتے ہوئے) پہنچانا اب یہ عنوان کی عبارت تو
پوری ہوئی لیکن عبارت میں غور فرمایا جائے کہ اسمیں کتنا تو تکلف کیا گیا ہے عبارت
میں کچھ تحفظات نظر آرہے ہیں جو ملفوظات کے قائل کے اندر کی بدباطنی اور چوری پر
غمازی کررہے ہیں قائل کی بدباطنی اور قرآن دشمنی اس عبارت سے صاف صاف نظر
آرہی ہے وہ اسطرح کہ آخر کیا بات ہے جو ملفوظات فرمانے والا یہ جو کہہ رہا ہے کہ ہر
مسلمان کے اندر حضور کی لائی ہوئی خیروں میں سے کوئی نہ کوئی خیر حاصل کرنا جناب
قارئین! حضور کا لایا ہوا علم وحی قرآن جو سارے کا سارا خیر ہے یہ مکمل کتاب خیر ہے
یہ کامل قرآن خیر ہی ہے تو مولانا قدس سرہ صاحب قرآن کا نام کیوں نہیں لے رہا
اسے قرآن کا نام لینے سے کونسے مسلم اکابر روک رہے ہیں اسطرح سیدھا کیوں نہیں
فرماتا کہ ہر مسلمان قرآن سیکھے اور سکھائے صرف اتنی سی بات کو کیوں پریچ بنا رہا ہے تو

معزز قارئین یہ راز بھی سن لیں وہ بھی قرآن سے سنیں جسکا فرمان ہے کہ فما لھم
عن التذکرۃ معرضین کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورہ یعنی ان
لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو یہ قرآن سے مونھ موڑے ہوئے ہیں مونھ بھی ایسا موڑے
ہوئے ہیں جیسے بگھوڑے گدھے شیر کو دیکھ کر بدکتے ہیں بدکنے والے گدھے شیر کو دیکھ
کرہی بھاگ جاتے ہیں جناب قارئین آپنے پڑھا کہ مولانا الیاس صاحب فرماتے
ہیں حضور کی لائی ہوئی خیروں میں سے کوئی نہ کوئی خیر اب اس عبارت میں خیروں میں
سے کوئی نہ کوئی خیر سامعین اور قارئین کو چکر دلانے والی لفاظی ہے ورنہ خیر کے صیغہ
سے سارے اور مکمل قرآن کو خیر کے نام سے پکارا گیا ہے ملاحظہ فرمائیں مایود الذین
کفرو امن اھل الکتاب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم
(۱۰۵-۲) یعنی کافر لوگ نہیں چاہتے جو اہل کتاب اور مشرکین میں سے ہیں کہ نازل
کیا جائے تمہارے اوپر خیر میں سے تمہارے پالنے والے کی طرف سے اور سورت
یونس میں قرآن کیلئے فرمایا گیا کہ قد جائتکم موعظۃ من ربکم --- یعنی
تمھاری طرف اللہ کی طرف سے موعظمۃ نصیحت قرآن نازل کیا گیا پھر اگلی آیت
میں فرمایا گیا کہ قل بفضل اللہ وبرحمۃ فلیفر حواھو خیر مما یجمعون (۵۸-۱۰) یعنی اے
میرے رسول تو کہدے کہ اللہ کے فضل سے اور اسکی رحمت سے ہمیں یہ قرآن جو خیر
ہے جو سب سے بہتر ہے اسکے ملنے پر جشن مناؤ وہ ایسا تو ملا ہے جو خیر ہے نہایت ہی
اچھا ہے ان پلندوں سے جو تم نے جھوٹی حدیثوں اور فضائل کے نام پر جمع کرتے
رہتے ہو قرآن ان سب سے اچھا ہے وہ تمہارے جمع کردہ بنڈل ظنیات ہیں قرآن علم
الیقین ہے حق الیقین ھے ان الظن لا یغنی من الحق شیئا (۳۶-۱۰) دیکھا

آپنے جناب قارئین محترم کہ مولوی الیاس صاحب کا سر (راز) سر نہ رہا یہ جو کہتے ہیں کہ قدس سرہ جسکی معنی ہے کہ اسکا راز محفوظ رہا پہچانا نہ گیا پکڑا نہ گیا کہ یہ قرآنی انقلاب کے دشمنوں اور مخالفوں میں سے ہے اس راز کو اس بھید کو کوئی پہچان نہ سکا لیکن جناب عالی قرآن آخر تو قرآن ہے وہ مخالفوں کا بھانڈا پھوڑ دیتا ہے تو اس چھوٹی سی کتابچہ میں یہ لوگ رنگے ہاتھوں حاضر ہیں اور پکڑے گئے کتاب بھی انکی ہے اوپر بیچنے والے کی مہر بھی ہے جسپر پتہ ہے کہ مکی مسجد گارڈن روڈ تو میرے خیال میں ان لوگوں کا قرآن کا نام بھی اپنے لٹریچر میں نہ لینا اور پندرہ سو سال گذرنے کے بعد بھی یہ کہنا کہ مسلمان ابھی نئے نئے ہیں انکو فی الحال انکی فضائل کی کتابوں کی لوریاں سناؤ یہ تو پہچانے گئے اور ان لوگوں نے قرآن پر بہتان اور تہمتیں لگائی ہوئی ہیں کہ یہ مکی سورتوں میں بھی انکیطرح لوریاں سناتا ہے جبکہ یہ سراسر غلط ہے قرآن تو مکی سورتوں میں بھی محمد الرسول اللہ کو حکم دیتا ہے کہ اے انقلاب کے لئے ساتھیوں کو بھرتی کر کے ٹرینگ دینے والے دن تو چھوٹا ہے پورا نہیں پڑتا یہ ہم اب پورے دن سے بڑھا کر رات کا بھی آدھا حصہ انقلابیوں کی ٹرینگ کیلئے خرچ کرا ورٹائم کے بغیر کام میں دیری لگ جائے گی (مزمل) اے محمد اٹھو اور انقلاب دشمنوں کو انکے انجام سے ڈراؤ اور نعرہ لگا اپنے پالنے والے کی بڑائی کا کہ ہم اسکا دیا کھاتے ہیں مکے کی ٹرائیبل شاہی کے غلام ساز انسان دشمن سردارو! خبردار ہم آرہے ہیں فاذانقر فی الناقور ابھی دیر نہیں میدان جنگ میں لڑائی کے بگل بج رہے ہیں نغارے بلا رہے ہیں فذالک یومئذ یوم عسیر ذرا ٹھیرو لڑائی کے دن میدان میں پھر دیکھنا کہ تمھاری دستاریں عبائیں قبائیں کسطرح اڑتی نظر آتی ہیں عبائیں قبائیں تو کیا بات ہے ایک نمبر (۲۹-۶۸) پڑھکر

دیکھو لاتبقی ولاتذر تمھاری ساری پونجی راکھ کا ڈھیر ہو جائیگی اور یہ بھی تو ابھی کم ہے لواحۃ للبشر ایسی تو تمھاری کھال، انقلابی لوگ ادھیڑ دینگے جو کوئی پہنچائیگا بھی نہیں (المدثر) جناب عالی یہ ہے قرآن میں مکی سورتوں کا انداز خطاب جنکو ان تبلیغوں کے مسلمہ اکابر نے کچھ سے کچھ کر کے مشہور کیا ہوا ہے اور خوار کیا ہے کہ مکی سورتیں جنگ اور لڑائی کی باتیں نہیں کرتیں جناب قارئین !اس تیسرے عنوان میں دو جملے بین القوسین یعنی بریکٹ میں لکھے ہوئے ہیں وہ یہ کہ حضور کی لائی ہوئی خبروں میں سے کوئی خیر (اسکے شر سے محفوظ رہتے ہوئے) حاصل کرنا، اور اپنی خیر اسکو اپنے شر سے محفوظ رکھتے ہوئے پہچانا میں نے اسپر سوچا بہت ہے کہ یہ شر کس قسم کا ہے جو ایک تبلیغ کرنے والا دوسرے کو دیتا ہے شاید جو لوگ زیادہ عرصہ تبلیغی سفروں میں ایک ساتھ گذارنے والے ہونگے وہ ہی ایک دوسرے کے شر سے واقف ہو سکتے ہوں جس سے بچنے کی تلقین مولانا قدس سرہ فرما رہے ہیں ویسے تو مجھے لگتا ہے ایک سکھانے والا تبلیغ کرنے والا شاگرد کو یا سننے والے کو نہایت نیک نیتی سے کچھ اچھی باتیں دے رہا ہے، سنا رہا ہے، سمجھا رہا ہے تو پھر وہ شاگرد اور سامعین کو اپنا شر کس طرح دے گا۔ یا شاگرد اور جونیئر سامع اپنے سینئر سکھانے والے کو تو لازماً استاد محترم ہی سمجھتا ہوگا تو وہ اپنے بڑے اکابر بزرگ کو شر کی نگاہ سے تو دیکھ بھی نہیں سکتا، سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس لیے یہ بین القوسین کی عبارت میرے اندازے کے مطابق مولانا الیاس کی نہیں لگتی اور شر کی نوبتیں اور شکایتیں اس کی وفات کے بعد کی ہوں گی جو بعد والے اکابرین نے بطور بین القوسین درج کرادی ہیں۔ اگر یہ جملے مولانا کے ہوتے تو وہ تو اس کے خطاب سے نقل کیے گئے ہیں۔ خطاب میں بریکٹ نہیں ہوتے تو یقین سے یہ بعد کی

باتیں ہیں بہرحال میں ان بریکٹ والے جملوں کو اچھا اور درست تسلیم کرتا ہوں، اگر
یہ شرک کے معاملے خواہ مخواہ کے الزام نہ ہوں تو تبلیغی کام کے عنوانات کے ذیل میں
عنوان نمبر چار کے ذیل میں مولانا الیاس صاحب کا ملفوظ نقل کیا گیا ہے کہ جہاد
بالنفس یعنی اللہ کی پکار اور نفس کی پکار میں تمیز پیدا کرنے اور اللہ کی پکار کے وقت نفس
کی پکار پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے نکلنا۔ معزز قارئین! میں آپ کو زحمت دوں گا تاریخ
میں کچھ شروع دور میں جب اسلام میں یدخلون فی دین اللہ افواجا، یعنی دنیا بھر کے
اطراف واکناف سے مترفین اور استحصالیوں کے ہاتھوں مظلوم ومقھور انسانی آبادی
ریوڑوں کے ریوڑ فوج درفوج قرآن کے ذریعہ قائم شدہ انقلاب کی چھتری تلے امن
اور سکھ کا سانس لینے آرہی تھی اور ان کے دور کی ظلم وجبر کی طاقتیں قیصر وکسریٰ اور ان
کے حالی موالی لٹیرے درباری اور ٹرائبل شاہی کے پروردہ اور حصہ داروں کے
انقلاب آنے سے ڈیرے ہی بھسم ہوگئے تھے تو انہوں نے اپنے عروج رفتہ کو واپس
لانے کیلئے اور مستقبل میں مسلم امت کے انقلابی منشور قرآن کو یا تو دنیا سے ختم کرنے
اور اگر ختم نہ ہوسکے اور گم کیا جانہ سکے تو اس کی معانی اور مفہوم کو بدلنے یا منسوخ مشہور
کرنے کی مہم بطور سازش بنام امامت اور بنام آل رسول اور وارثان رسولؐ کے نام پر
ایجاد کی، جس کے حربوں سے قرآن حکیم کی کیئی ساری انقلابی کوڈورڈوں کے معانی
اور مفہوم بدل ڈالے گئے، مثال کے طور پر صلوٰۃ، زکوٰۃ، ذکر، صبر، شکر، توحید، شرک،
مسجد وغیرہ ان کا کچھ تفصیل میری سندھی کتاب ''قرآن جو فرمان'' میں پڑھی جاسکتی
ہے۔ تو ان لوگوں نے جب دیکھا کہ دنیا کے ستائے ہوئے لوٹے ہوئے مسلے ہوئے
محکوموں کو قرآن کے ذریعے علم مل گیا ہے کہ اللہ ان محنت کر کے کما کر کے زندگی -

گذارنے والوں کا دوست ہے اور فراعنہ زمانہ مترفین اور نھاردہ ادوار ظالم لوگوں کو
اور ان کے کرایہ کے پوپ پال اور قاضی القضاۃ جنھوں نے جھوٹی حدیثیں بنا رکھی
ہیں کہ السلطان ظل اللہ فی الارض یعنی بادشاہ زمین پر اللہ کا سایہ اور چھتری ہے، اللہ
ان لوگوں کا دوست نہیں، نہ انہیں پسند کرتا ہے۔ تو یہ لوگ قرآن کے انقلاب لانے
کیلئے جہاد میں بھرتی ہو گئے اور قرآن کی پکار انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم و
انفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (۴۱-۹) کو لبیک کہہ کر استحصالی لٹیرے
بادشاہوں کے تاج اچھالنے کیلئے میدان میں کود پڑے تو قیصر وکسریٰ کے تلچھٹ نے
جن قرآن کے انقلابی کوڈورڈوں کی معنوی تحریف کی انمیں جہاد کا لفظ اور اصطلاح
بھی ہے اور انہوں نے اپنے کرایہ کے حدیث ساز اماموں سے حدیث بنوائی کہ حضور
اپنے لشکر کے ساتھ کسی جنگ سے واپس مدینے پہنچے تو گھر کو جانے کے عوض وضو کر
کے مسجد میں نفلیں پڑھنے کو جانا چاہتے تھے۔ اور اپنے لشکر کے سپاہ کو فرمایا کہ رجعنا من
جہاد الاصغر، یعنی چھوٹے جہاد سے واپس ہو کر اب چلو کہ بڑے جہاد کیلئے مسجد میں
چلیں یعنی نفس کو کنٹرول میں رکھنے کیلئے ورد وضائف نوافل وغیرہ سے اسے قابو میں
لے آئیں اور یہ جہاد اکبر ہے (اوکما قال) اہل تصوف نے اپنے نفس کو اپنی جان کو
لغام دے کر مشقتوں کی پریکٹس اس طرح ایجاد کی کہ روٹی کم کھانا، سادہ لباس پہننا،
دنیا کے زیب وزینت سے نفرت کرنا بلکہ اسے حرام قرار دینا، راتوں کو آرام نہ کرنا اور
ایسی کئی دوسری مشقتیں عمل میں لانا تاکہ نفس قابو میں رہے تو اوپر تبلیغی کام کے
عنوانات بالفاظ مولانا الیاس قدس سرہ جو نقل کیے گئے انمیں چوتھے نمبر پر جوفرماتے
ہیں، کہ جہاد بالنفس تو یہ نفس سے جہاد اس امامی علم کی تخلیق ہے نہیں تو وحی یعنی رسالت

اور نبوت کی معرفت ملے ہوئے علم میں، تو فرمان ہے کہ ونفس و ماسواھا، فالھمھا فجورھا و تقواھا، قد افلح من زکاھا، و قدخاب من دساھا (۹۱ـ۷ـ۸ـ۹ـ۱۰) یہاں آیت نمبر نو میں فرمایا کہ کامیاب ہوئے وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس کو اچھی طرح پالا پوسا اور آیت نمبر ۱۰ میں ہے کہ برباد ہوئے وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس کو نفس کشی کی کٹھالیوں میں کچل کر دفن کر دیا، اب ہر کوئی سوچ کر بتائے کہ قرآن کہاں لے جانا چاہتا ہے اور یہ قرآن مخالف حدیثیں اور ان کے مرتب و مصنف امام لوگ کہاں لے جانا چاہتے ہیں، اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ پرانے سامراج نے قرآن کی فلاسفی کو کاٹنے کیلئے موڑنے کیلئے جو علوم اختراع کرائے آج وہ لیٹسٹ سامراج کی تخلیق تبلیغی جماعت کو کام میں آرہے ہیں۔

خلاصہ تبلیغ نمبر ۵

مولانا الیاس صاحب قدس سرہ کے الفاظ میں یہ پانچویں نمبر کی عبارت پر بھی غور فرمایا جائے کہ یہ کتنی حد تک پیچ در پیچ ہے اور پُر پیچ بھی، فرماتے ہیں کہ بطریق صحابہ علوم نبویہ کا طریق استعمال سیکھنا، یعنی اس طرز پر علم حاصل کرنا کہ علم موجودہ مروجہ ظاہرا اور باطنا صحیح و محکم ہوتے رہیں اور نامعلوم وغیرہ مروج علوم منکشف ہوتے رہیں (چھ باتیں صفحہ ۴۱) میرے خیال میں کہ جن بھی لوگوں نے اسلام کے خلاف سازشوں کا سبجیکٹ پڑھا ہوگا ان کے لیے تو اس ملفوظ کی کتھا کو سمجھنا اتنا مشکل نہیں ہوگا اس کے باوجود پڑھنے والوں میں تبلیغی جماعت کو نہ سمجھ سکنے والے بھی ہوں گے ان کے لیے اس پُر پیچ عبارت کے پیچ کھولنے از بس ضروری ہیں قدس سرہ صاحب فرماتے ہیں کہ بطریق صحابہ علوم نبویہ کا طریق استعمال سیکھنا، تو یہاں غور

کرنے کی بات ہے کہ علوم نبویہ کا نام کیوں نہیں لیا گیا اس نام نہ لینے میں کیا کیا راز پوشیدہ ہیں، آخر نام نہ لینے سے کس اندرونی باطنیت کی پردہ داری کی جا رہی ہے، یہ بات تو کھلی ہوئی اور اظہر من الشمس ہے، علوم نبویہ کا سرچشمہ اور ماخذ تو قرآن ہے جس کے لیے اعلان بھی کیا ہوا ہے کہ ولقد جئناھم بکتاب فصلناہ علی علم ھدی و رحمۃ لقوم یؤمنون (۷ـ۵۲) یعنی کہ اللہ کی طرف سے ایسی تو کتاب آئی ہوئی ہے جس کی علمی تفصیل صرف ان لوگوں کیلئے ہے، ایسی قوم کیلئے ہے، اس کتاب کی رحمتیں اور ہدایتیں ان لوگوں کے حصہ میں آسکیں گی جو جب ان کے دلوں میں ایمان ہوگا اب جو لوگ اپنی تحریروں میں تقریروں میں ملفوظات میں قرآن کا نام لینا بھی گوارا نہیں کرتے اور یلوون بالسنتھم کے طریق پر پرولیاں دے دے کر یہ کہنا کہ علم موجودہ مروجہ ظاہرا و باطنا صحیح ہوتے رہیں، جناب قارئین کرام! ان قرآن دشمن قدس سروں نے دیکھیں کہ علم موجودہ بھی بولا اور مروجہ بھی بولا اور ظاہرا بھی بولا پھر باطنا بھی بولا اور نہ صرف اتنا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ سب کو صحیح قرار دیتے رہیں قرآن کا نام بھی نہیں لیا تو یہی کوئی انوکھی پرولی نہیں، مولانا قدس سرہ نے واضح طور پر اپنی قرآن دشمنی دکھا دی کہ علم موجودہ سے مراد ان کا فضائل سیریز ہے جو غیر قرآنی بلکہ قرآن مخالف موضوع روایات سے بنایا گیا ہے جس میں دین سے دنیا کو جدا کیا گیا ہے اور دین کی عالم گیریت ختم کر کے اسے مذہبی فرقہ بنایا گیا ہے۔ اور اسے متعین کر کے سمجھانے کیلئے قدس سرہ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ علم بھی مروجہ ہونا کوئی اور، تو مروجہ علم سب جانتے ہیں کہ وہ درس نظامی ہے جس کے مدون لوگ جملہ اہل فارس ہیں جن کی پردہ فاشی میں نے اپنی کتاب قرآن مہجور میں کر کے ان کی اصل تصاویر سامنے لائی ہیں ان علوم

کی قرآن دشمنی اور تبلیغی جماعت کی قرآن دشمنی دونوں اداروں کا قدر مشترک ہے، اور آگے یہ فرمانا کہ ظاہراً اور باطناً صحیح و محکم ہوتے رہیں، اس کی تشریح کوئی انوکھی نہیں جو یہ ہے کہ یہ مکتب امامت کے علوم فقہ اور حدیث جن کا ظاہری تعارف تو یہ ہے کہ یہ قرآن جو مبہم اور اجمالی کتاب ہے یہ علوم اس کی تفسیر ہیں، اور باطنیت کی یہ معنی ہے کہ ان حدیث اور فقہ کے ذریعے اسلام کو جو ایک فرقہ بنا کر امت مسلمہ کو انسانی قیادت کے مقام سے گرا کر آپس میں چہاردہ امامی، دوازدہ امامی، چہار امامی یک امامی، شش امامی فرقوں میں بانٹ دیا ہے ان امامی اسکولوں کے بانیان کی باطنی مقاصد کو بھی پردے میں رہنے دو اور ان کے قرآن سے تضادات کھول کر ان سے پردہ نہ اٹھاؤ بلکہ مولانا الیاس قدس سرہ تو یہ سفارش کر رہے ہیں کہ ان کے مذہب کے ظاہر اور باطن والے جو بہروپ یعنی انہیں صحیح اور محکم ہوتے رہنے میں مدد کریں صلاحیتیں خرچ کریں آگے کتابچہ میں اس خلاصہ کی پانچویں نمبر ہدایت کی عبارت کے بیچ یہ لکھے ہیں کہ، نامعلوم وغیرہ مروج علوم منکشف ہوتے رہیں، جناب معزز قارئین! آپ کو میں آپ کے ایمان کا واسطہ دے کر چھوٹا سا سوال کرتا ہوں کہ مولانا الیاس صاحب کی ملفوظات سے جو خلاصہ کے نام کے مضمون میں کتابچہ صفحہ نمبر چالیس اور اکتالیس پر جو عنوانات لکھے گئے ہیں، ان میں سے اس پانچویں اور آخری عنوان کے اس آخری جملہ کے متعلق سوچ سمجھ کر غور سے پڑھ کر بتائیں کہ جو جملہ چھ سات الفاظوں سے مرکب ہے اس میں یہ کونسی ہدایت ہے کہ ”نامعلوم وغیرہ ومروج علوم منکشف ہوتے رہیں“ کیا یہ الفاظ کی پھرولی نہیں؟ کیا لفظ نامعلوم کے بعد وغیرہ کا لفظ کوئی معنوی جوڑ کھاتا ہے؟ جب پہلا لفظ ہی نامعلوم ہے تو پھر اس کے بعد وغیرہ کی کیا معنیٰ؟ کیا

یہ فرماتے ہیں کہ اس جماعت کو علمی باریکیوں سے کوئی سروکار نہیں یہ تو مولانا الیاس صاحب نے ہندوستان کے میواتی علاقہ کے ان پڑھ لوگوں کیلئے ان کی کم علمی اور سادگی کی حد تک یہ جماعت بنائی تھی جو بڑھ کر اب بین الاقوامی بن گئی ہے۔ جبکہ یہ جواب خود سازش سے بھرپور ہے جو ایک جھوٹ کو چھپانے کیلئے کئی جھوٹ گھڑے جاتے ہیں کے قبیل سے ہے، تو اوپر کے جملے میں نامعلوم وغیرہ کہنا یہ میوات کے جاہلوں کی فہم سے اوپر ہے یہ سرمایہ داریت کی حفاظت کیلئے شروع اسلام میں قیصریت اور کسرویت نے جو امامت باطنی اور خلافت باطنی کی اصطلاحیں ایجاد کروا کر مسلم امت کو خلافت ظاہریہ سے دستبردار کرانے کی جو سازش کی تھی اور خود قرآن حکیم کیلئے مشہور کر لیا کہ اس کی بھی دو معنائیں ہیں ایک ظاہری دوسری باطنی، ظاہری معنیٰ عام لوگوں کیلئے ہیں اور باطنی معنیٰ خاص لوگ جانتے ہیں جو خاص لوگوں کیلئے ہے، تو جناب عالیٰ! جملہ نامعلوم وغیرہ کے بعد یہ فرمانا کہ مروجہ علوم منکشف ہوتے رہیں، تو اس جملہ سے ایک مستقل اور جدا پرولی دے گئی ہے جس کا نمبر تین ہے کیونکہ لفظ نامعلوم خود ایک پرولی ہے اور وغیرہ کا لفظ بھی جدا معنیٰ والی پرولی ہے پھر تیسرے نمبر پر جملہ، مروجہ علوم منکشف ہوتے رہیں، یہ بھی پرولی ہے کیا یہ میواتیوں کی علمی اوقات کے موافق خطاب ہے، ان سب سانپوں کا تعارف آپ پیش لفظ میں غور کرنے سے حاصل کر سکتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کی کتاب چھ باتیں کا تجزیہ

تبلیغی جماعت واقع نظام الدین دہلی اور رائیونڈ لاہور نے اپنی تبلیغ کیلئے چھ باتوں کو بنیاد بنایا ہوا ہے انکے اس چھ نکاتی منشور کا پہلا نکتہ ہے۔

" کلمہ طیبہ " ویسے لفظ کلمہ کی ایک معنے ہے گفتہ اور بات چیت دوسری مراد اور معنی ہے اللہ کا کلام اور اللہ کی بات انکے ساتھ ساتھ کلمہ کی معنی زندگی کے اصول اور قانون اور نظریہ اور منشور کے طور پر بھی ہے تو اس معنے اور مفہوم کی روشنی میں پورا قرآن حکیم مکمل طور پر اللہ کا کلام اور اللہ کی بات ہے اسکے بعد کلمہ کی جو دوسری معنی ہے اصول اور نظریہ حیات یعنی قانون زندگی، تو سمجھ لینا چاہئے کہ جملہ قرآن کلمات اللہ ہونے کے ناطے سے قانون حیات ہے پورا قرآن نظام زندگی کے قوانین پر مشتمل ہے جملہ کلمات اللہ منشور کائنات ہیں اللہ کا ہر کلمہ، کلمہ طیبہ ہے کیونکہ کلمہ طیبہ کی معنی قرآن نے سمجھائی ہے جو "توتی اکلھا کل حین باذن ربھا "(۱۴.۲۵) ویسے تو یہاں اللہ نے قانون حیات جو اپنی رزلٹ کے لحاظ سے طیبہ اور ہر وقت حیات افزا خوشگوار ہو" کہ تشبیھ ہمارے سمجھانے کیلئے محسوسات میں سے پھلدار درخت سے دی ہے جو ہر وقت ثمرات سے ثمثمار ہے تو اس تمثیل سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ کامیاب قانون، درست قانون، طیب قانون، وہ ہے جس کے نفاذ اور اجراء سے ربوبیت عالمین اور تربیت عالمین کا سامان ہر وقت میسر رہے جس سے فراخی، رزق اور زندگی کی خوشحالیاں ہر دم شامل حال ہوں تو اب یہ ثابت ہو گیا کہ کلمات اللہ یعنی اللہ کے جملہ قوانین کلمات طیبہ ہیں اللہ کا ہر قانون ہے اللہ کا ہر قانون شجر طیبہ کی طرح پھلدار ہے ثمرہ دینے والا ہے اللہ کے جملہ قوانین کے کلمے طیب کی صفت سے

موصوف ہیں اللہ کا کوئی قانون اور کلمہ غیر طیب ہو ہی نہیں سکتا، اللہ کے کلمات، اللہ کے قوانین، قرآن حکیم سے جو اخذ کیئے جائیں تو وہ کئی ہزاروں کی تعداد میں ہونگے یہ سب کے سب کلمے کہلائینگے اور یہ سب کے سب طیب ہونگے ان میں کوئی بھی ایک کلمہ غیر طیب نہیں کہا جائیگا یہ دشمنان اسلام کی سازش ہے جنہوں نے کلمہ طیب کی صفت کو ایک کلمہ میں محدود اور مسدود اور مقید قرار دیا ہوا ہے اور کلمات کی تعداد کو چھ عدد کلموں میں بند کیا ہوا ہے۔ اور ان چھ کلمات کی عبارت بھی قرآنی ترتیب و عبارت کے بجائے خود انکی گھڑی ہوئی ہے وہ بھی اس طرح سے کہ جنکی ترکیب سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ قرآن کوئی قوانین کے بجائے ورد وظائف کی کوئی کتاب ہے۔

تبلیغی جماعت کا لٹریچر لکھنے والے انکے تسلیم شدہ اتھارٹی قسم کے جو رائیٹر ہیں انمیں سے ایک نام مولانا محمد عاشق الہی بلند شہری صاحب کا بھی ہے یہ صاحب میرے استاد بھی ہیں میں نے انکے پاس حدیث کی کتاب ابن ماجہ پڑھی ہے اور ابن ماجہ اپنے پیشرووں کی طرح قرآن دشمن کتاب ہے جسکا تفصیل میری کتابوں، قرآن مہجور اور فتنہ انکار قرآن کب اور کیسے میں ملے گا۔ تو میرے سامنے مولانا محمد عاشق الہی صاحب کی کتاب چھ (۶) باتیں موجود ہے جس میں۔

کلمہ طیبہ، نماز، علم وذکر، اکرام مسلم، اخلاص نیت، تبلیغ پر مولانا صاحب کے تشریحی نوٹ ہیں مولانا صاحب پہلے نمبر پر کلمہ طیبہ پر نوٹ لکھتے ہیں کہ یہ کلمہ بندہ کی طرف سے ایک اقرار ہے یعنی بندہ اس کلمہ کو پڑھکر اپنے رب سے اقرار کرتا ہے کہ میں تیرا بندہ اور غلام ہوں اب تیرے حکموں پر چلونگا اور جن چیزوں سے تونے منع کیا ہے ان سے بچوں گا۔ فی الحال میں اس مختصر حصہ پر اپنی طرف سے

گذارش کرتا ہوں کہ میرے استاد صاحب نے۔

لا الــــہ الا اللہ کے مفہوم سمجھانے میں کلمہ کے بنیادی مفہوم کو بائی پاس کیا ہے، پہلوتہی کی ہے اصل مفہوم یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا اصولی طور پر قانون بنانے والا اپنی حاکمیت اور معبودیت لاگو کرنے والا نہیں ہے جو جسکی عبادت کی جائے سواء اللہ کے۔ اب قارئین کرام کو دونوں معائنوں میں جو فرق ہے وہ سمجھانے کی طرف توجہ میذول کراتا ہوں وہ یہ کہ حضرت استاد صاحب کی معنی میں بندہ کی اللہ سے صرف وفاداری کا اقرار ہے جو کہ کلمہ کی متن اور عبارت میں موجود نہیں ہے۔ اور کلمہ کی متن میں جو مقصود کے طور پر حکم ہے وہ یہ ہے کہ اصولوں کے حوالے سے کسی بھی پارلیامنٹ کا بنایا ہوا قانون نہیں چلیگا کسی بھی فکری ادارے کا کسی بھی یونیورسٹی کی اصولوں کے معاملہ میں قانونی تخلیق نہیں چلے گی الا اللہ سواء اللہ کے یعنی دنیا کا کوئی بھی سرمایہ پرست گروہ جاگیرداریت پسند گروہ شخص کی اور نسلی ملوکیت پسند گروہ یا انکے نمائندوں اور حامیوں کے قوانین نہیں چلینگے ان سب کو ایسے مفادات کے حامی قسم کی قانون سازی کا کوئی اختیار اور پاور نہیں انکو ہم قانون ساز تسلیم نہیں کرتے ان میں سے کسی کو بھی ہم قانون سازی کا حق نہیں دیتے۔ قانون صرف اللہ کا چلیگا۔ میں محترم قارئین کی خدمت میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ تبلیغی جماعت میری نظر میں عالمی سامراج اور استحصالی عناصر کی ایک اسلام دشمن گماشتہ تنظیم ہے جسکے لٹریچر نویسی میں رہبانیت کی لیٹسٹ شکل تخلیق کی گئی ہے پرانی رہبانیت غاروں میں حجروں میں بند چودیواروں میں یا انسانی بستیوں آبادیوں سے واک آوٹ کر کے کچھ بکریاں لے جا کر جبلوں پر جا کر گذر سفر کرنے سے سرانجام دی جاتی تھی اس کے مقابلہ میں یہ

مولوی الیاس صاحب کی نظام الدین اولیاء کی مسجد سے اور رائیونڈ لاہور کے مراکز سے پہنچنے والی تبلیغی جماعت کے ذریعہ ایسی رہبانیت ایجاد کی گئی ہے جو جہازوں میں ریلوں میں بسوں میں دنیا بھر کے سفر کرتی ہے چکر کاٹتی ہے اسکے باوجود وہ اپنے اہل وعیال بال بچوں محلّہ والوں پڑوسیوں اور پورے سماج سے کٹے ہوئے ہیں نہ صرف اتنا بلکہ مسلسل صرف مسلم امت کے افراد کو بھی اپنی مخصوص تبلیغ کے ذریعہ گھر بار چھڑانے کے درپے رہتے ہیں۔ رہبانیت کا لیٹسٹ ماڈل اور نیا ایڈیشن جس نے مسلم امت کی یونیورسٹیوں، کالجوں میں مرکز بنائے ہوئے ہیں جہاں سے نونہالوں کو سائنس کا گریجوئیٹ ڈاکٹر یا انجینئر بننے سے پہلے اپنے ساتھ چلوں پر لے جاتے ہیں میری دیکھا دیکھی کے مطابق کئی نوجوان اپنا مستقبل گم کر کے گھر بار بیوی بچے گنوا کر زندہ لاش بنے ہوئے ہیں، جناب عالیٰ!

لا الہ الا اللہ کی معنی ہے غیر طبقاتی سوسائٹی لا الہ الا اللہ کی معنی ہے کلاس لیس سوسائٹی لا الہ الا اللہ کی معنی ہے ایسا معاشرہ جسمیں اللہ کے قانون کی حکومت ہو اسکے مقابل اور کسی کی وڈیرہ شاہی اور چودھراہٹ نہ چلے۔

لا الــــہ الا اللہ کی معنی ہے کہ قرآنی علوم و احکام کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ بزرگوں سے سنا ہے۔ یہ شرک عظیم ہے یہ انکار قرآن ہے۔ یہ قرآن سے کفر کرنا ہوا۔ تو میرے گرامیقد استاد صاحب نے کلمہ طیبہ پر جو توحید والے حصہ پر نوٹ لکھا ہے اسمیں اس نے بندے کی عبدیت اور اقرار کو تو نمایاں طور پر واضح کیا ہے خود توحید کی وضاحت نہیں فرمائی جو کہ جملہ لا الہ الا اللہ کا مفہوم اور مقصود ہے اور اس قسم کی پہلوتہی کوئی تغافل یا تجاہل نہیں ہے۔ انکے تبلیغی کورس پڑ بہت بڑے سنر افسر مامور ہیں

ویسے تو کئی دوستوں نے میرے ساتھ شکایت کی کہ انہوں نے جب جماعت میں چلہ دیا اور ان کے مقرر شیڈول کے تحت سفر میں انکے نصاب کا کتاب حلقہ کے سامنے پڑھنے کا حکم ہوا تو انہوں نے کتاب کی تعلیم کے دوران کسی مسئلہ کے بیان میں وضاحت یا تائید کے طور پر کتاب سے زائد قرآن کی ایک آیت بھی پڑھی تو جماعت کے وفد کے امیر نے حکم دیا کہ صرف وہ کچھ پڑہیں جو کتاب کی عبارت ہے اس سے زائد قرآن بھی نہ پڑہیں کیونکہ اسمیں ہم سے غلطی ہوگئی تو گناہ ہوگا، لیکن بلکل یہی ماجرا میرے ساتھ بھی ہوئی کیونکہ میں بھی جماعت تبلیغی سے عقیدت رکھتا تھا ۱۹۶۵ میں میں نے مولانا غلام اللہ خان مرحوم کے پاس راولپنڈی میں دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھا واپسی پر میں نے چاہا۔ کہ کچھ رائیونڈ اتر کر تبلیغ میں وقت لگاؤں وہاں اترا اور وہاں اتفاق سے کسی جغادری نے میرا تعارف ایوب خان کی مارشلا کے افسر میجر جنرل حق نواز سے کرایا جوان دنوں داڑہی رکھے ہوئے تھا اور ایام اقتدار میں سندھ کی زرعی زمینیں پنجابیوں کو دلانے میں بڑا کردار ادا کیا تھا پھر مجھے پہلے ہی دن انہوں نے تین چار دن کیلئے باہر جماعت کے ساتھ بھیج دیا اس دوران مجھے بھی انکے نصاب کی کتاب کی تعلیم دینے پڑھنے کا حکم ملتا اور میں چونکہ تازہ تازہ دورہ تفسیر پڑھکر آیا تھا تو دوران کتاب پڑھنے مناسبت کی آیت پڑھتا تھا تو ہمارے وفد کے امیر صاحب جو اتنا پڑھا لکھا بھی نظر نہیں آرہا تھا وہ مجھے ٹوکتا تھا کہ آیت نہ پڑھو جو کچھ کتاب میں لکھا ہوا ہے صرف وہی پڑھو، تو مولانا عاشق الٰہی صاحب یا انکے دوسرے رائیٹر علماء ممکن ہے کہ انکے قوانین سنسر شپ سے متفق ہوں یا نہ ہوں تو بھی آخر کار نذرانوں کی بھی بڑی گرفت ہوتی ہے اتنی حد تک جو آنکہ در کان نمک رفت نمک شد، میرے استاد صاحب

نے صفحہ نمبر 9 پر لکھا ہے کہ کلمہ کا مطلب۔ اللہ کے معبود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسکی بندگی کرے اور بندگی کے جو طریقے اس نے بتائے (یعنی نماز روزہ صدقہ وغیرہ) اس میں کسی کو شریک نہ کرے۔ جناب قارئین کتاب چھ باتیں کی اس عبارت پر میرا استاد صاحب سے سوال ہے کہ اس عبارت میں ہے کہ اللہ کے معبود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسکی بندگی کرے اور بندگی کے جو طریقے اس نے بتائے اس میں کسی کو شریک نہ کرے تو نماز کا عمل ایسا ہے جو اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ کے سراسر خلاف ہے قرآن میں موجود مروج طریقہ کی ہدایات کہیں بھی نہیں ہیں۔
حضرت استاد صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ اللہ کے بتائے طریقوں میں کسی کو بھی شریک نہ کرے تو مروج نماز کے جملہ تفاصیل تو روایت سازوں حدیثیں گھڑنے والوں کے بتائے ہوئے ہیں جہاں تک یہ مشہور ہے کہ حدیثیں رسول اللہ کا فرمان ہے تو رسول اللہ کیلئے یہ حقیقت بھی سب کے ہاں مسلمہ ہے کہ وہ قرآن کے خلاف کبھی بھی کوئی حکم یا بات نہیں فرماتے تھے تو اس لحاظ سے یہ رسول کی حدیثیں کیسے ہوئیں؟ یہ والی مروج نماز قرآن حکیم کی ہدایت کے سراسر خلاف ہے وہ ہدایت یہ کہ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة دون الجهر من القول بالغدو والا صال ولا تکن من الغافلین (7-205) یعنی یاد کرتو اپنے رب کو دل میں بڑی آہ زاری کے ساتھ لیکن وہ مخفی نمونہ سے اتنا تو تیرا یہ ذکر مخفی ہو جو آواز بھی نہ نکلے اور یہ صبح وشام ہو یعنی ہر گھڑی ہر دم رواں دواں ہو اور یہ یاد جاری رہے اتنی جو تجھ پر غفلت کی گھڑی بھی نہ گذرے جسے آجکل لوگ جو دم غافل وہ دم کافر سے تعبیر کر رہے ہی۔ اب سوچا جائے اور غور فرمایا جائے کہ اللہ کو اپنے بندے کی عبادت، ذکر اور یاد جو اچھی لگتی ہے وہ

تو جنہوں کا عاشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں۔ لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں
سے یاد کرتے ہیں۔ اللہ کو بندے کی اس سے جو عبادت، ریاضت، مناجات ہے اور
راز و نیاز ہو اسکا ڈنڈھورا اور لاؤڈ اسپیکروں پر ہل ہنگامہ پسند نہیں یہ سورت اعراف کی
آیت ۲۰۵ بتا رہی ہے کہ موجودہ مروج نماز نمائشی پوجا ہے شوبازی کے نمونہ پر ہے
اس آیت میں اور سورت اعراف کی آیت نمبر ۵۵ کے حکم کے خلاف یہ اللہ سے مخفی طور
پر ذکر کرنے کے خلاف ہے یہ اشتہاری کلچر کے مطابق میڈیا کے ذریعے کی جا رہی
ہے اور یہ تو پوجا ہے عبادت نہیں اس میں تو نمازیوں نے اللہ کو انکی بنائی ہوئی مشہور کی
ہوئی مسجدوں میں قید کیا ہوا ہے محدود کیا ہوا ہے اور اس یاد کیلئے بھی انہوں نے چوبیس
گھنٹوں میں پانچ وقت مقرر کئے ہوئے ہیں جبکہ اللہ نے حکم دیا ہوا ہے کہ کوئی بھی
گھڑی تم پر غفلت کی نہ گذرے اور انہوں نے اللہ کی پوجا کرنے کے لئے بلانے کی
خاطر تنخواہ دار ملازم الگ رکھا ہوا ہے اور پوجا کرانے والے کو امام کے نام سے جدا
تنخواہ پر رکھا ہو ہے جبکہ اللہ نے قرآن میں تو انہیں واضح ہدایت دے رکھی ہے کہ
ادعوا ربکم تضرعا و خفیه انه لا یحب المعتدین (۵۵.۷).

یعنی جو تمھارا پالنے والا ہے اسے دل کی گہرائیوں سے مخفی نمونہ سے پکارو
تمھارا رب یہ لاؤڈوں پر چیخ و پکار اور نمائش کو پسند نہیں کرتا، تو اللہ کے بتائے ہوئے
ذکر، دعا اور قرآن والی عبادت میں نہ تمہیں کرایہ پر موذن رکھنے ہونگے نہ پیش امام
اور نہ ہی دکان، آفس، کھیت، فیکٹری اور گھر کو چھوڑ کر کہیں خدا کی تلاش میں کسی غیر
قرآنی مسجد میں جانا ہوگا۔ اللہ نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔
پوجا کرنے کیلئے پیدا نہیں کیا، تو عبادت کا معنی مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے اوامر اور نواہی

کی تعمیل اور اطاعت کی جائے، تو مروج نماز کے حوالہ سے جتنی بھی احادیث موجود
ہیں وہ خلاف قرآن ہونگی اور انکی نسبت رسول اللہ کی طرف درست نہیں ہوگی۔ کیونکہ
کہ اللہ کے رسول قرآن کے خلاف کوئی فرمان جاری نہیں فرمائینگے، میرے واجب
الاحترام استاد محمد عاشق الٰہی صاحب نے وضاحت تو نہیں لکھی لیکن وثوق سے کہا
جا سکتا ہے کہ انہوں نے قرآن حکیم میں استعمال کردہ اصطلاحی لفظ صلوٰۃ کی معنی ہی
نماز قرار دی ہوئی ہے اور کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴، اور چھ باتوں میں سے دوسرے نمبر
بات نماز کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں سینکڑوں جگہ نماز کا ذکر ہے، اور
جگہ جگہ نماز ٹھیک پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ تو استاد صاحب کے بہانہ سے سب کی خدمت
میں عرض ہے کہ صلوٰۃ کی معنے خود قرآن حکیم نے اتباع اور تابعداری کی ہوئی ہے
پڑھکر دیکھیں (۳۱۔۱۹) اور مزید تفصیل کیلئے میری کتاب "صلوٰۃ کی وہ معنے جو قرآن
نے بتائے" پڑھیں اور مزید عرض کہ یہ لفظ صلوٰۃ بھی سینکڑوں نہیں بلکہ ایک ۱۰۲ سو دو بار
قرآن میں تکرار سے آیا ہے جبکہ کئی اور لوگ نماز کے معنوں میں سات سو بار بھی مشہور
کئے ہوئے ہیں جو غلط ہے تو استاد صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ نماز کا ذکر قرآن میں
سینکڑوں جگہ پر آیا ہے تو سینکڑوں معنی ہوئی کئی سو جبکہ صلوٰۃ کا لفظ کئی سو کے بجاء ایک
سو دو دفعہ کے تکرار سے آیا ہے اور صلوٰۃ کی معنی میں جو حضرت استاد صاحب نے
اوروں کی طرح ایک غلطی تو یہ کی ہے کہ فرمایا ہے کہ تابعداری کے بجاء ذمہ داری کے
بجاء نماز لکھی ہے لیکن اس تحریف معنوی میں یہ بھی چوری کے اوپر سینہ زوری کی ہے کہ
فرماتے ہیں کہ قرآن میں جگہ جگہ نماز ٹھیک پڑھنے کا حکم آیا ہے جبکہ سارے قرآن میں
پڑھنے کا لفظ تو ایک بار بھی نہیں آیا تو استاد صاحب نے پھر، جگہ جگہ اور لفظ ٹھیک کے

اضافے بھی اپنی طرف سے نتھی کردئے، استاد صاحب نے ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کی معنی میں لکھا ہے کہ بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے تو دنیا شاہد ہے کہ نمازی لوگ بھی بے حیائی اور برے کاموں میں باقاعدہ ملوث ہیں انکی نمازوں نے نہ انہیں سودخوری سے روکا ہے نہ شراب نوشی سے روکا ہے نہ ہی اور قسم کی مخفی برائیوں سے روکا ہے اسکا تفصیل بہت لمبا ہے جس سے کئی قباپوش بھڑک اٹھینگے تو اب اگر اس آیت میں صلوۃ کی معنی وہ کی جائے گی جو قرآن نے کی ہے کہ اتباع کرنا قرآن کے اوامر اور نواہی کا، قرآن کے نظام کا، قرآن کے دیئے ہوئے سسٹم اور نظام مملکت اور معاشرت کا تو پھر دیکھو اسطرح کے بعد اگر فحاشی اور برائی نہیں رکتی تو قرآن کا قصور پھر کہیں، لیکن یہاں اس آیت میں جو ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ نماز برائی اور فحاشی سے روکتی ہے اس ترجمہ نے تو قرآن کی بات اور دعویٰ کو کچا کردیا ہے غلط ثابت کردیا ہے قرآن حکیم نے جو دیگر فرائض مسلم امت پر لاگو کئے ہیں انکے تفاصیل تو ایرانی اماموں کے حدیث سازوں کیلئے نہیں چھوڑے پھر صلوۃ کے معنے اور دیگر تفاصیل کیوں چھوڑے مثال کے طور پر روزوں کی عبادت کی فرضیت پر قرآن کی ورڈنگ اور ڈسیشنز پر غور کریں کہ اسکے سارے تفاصیل خود بیان فرمائے ایک بھی حدیث کے لئے نہیں چھوڑا، مثال کے طور پر سحری سے رات کے آنے تک روزہ کا کل وقت ہے روزہ کے دوران کھانا پینا مباشرت کرنا منع ہے روزے کل ایک مہینہ کے رکھنے ہیں اگر کوئی مہینہ رمضان میں بیمار ہے یا سفر پر ہے تو وہ اتنے دن قضاء کرے جو وہ تندرستی کے دنوں میں اور سفر کے بعد حضر کے دنوں میں قضاء کے ذریعے گنتی پوری کرے اور جو لوگ دائمی طور پر پیری کی وجہ سے یا دائمی عارضہ کی وجہ سے روزہ کی

مشقت برداشت نہیں کرسکتے تو وہ لوگ فدیہ دیا کریں روزہ انکے لئے معاف ہے تو یہ سب کے سب مسئلے روزوں کے متعلق تو قرآن نے خود بتاذئے انکے یہ تفاصیل حدیثیں بنانے والوں کے لئے نہیں رکھے، باقی انکی والی نماز کے ایسے تفاصیل مثال کے طور پر اوقات خمسہ اور انمیں رکعات، سجدوں کی متفرقہ تعداد ہر نماز کیلئے جدا جدا انداز اور انمیں سبحانک اللھم اور دیگر قراءت کے احکام و ترتیب، از انسواء تلاوت جھری و خفی کے احکامات جبکہ قرآن نے ولا تخافت بھا کا بھی حکم دیا ہوا ہے اسکے باوجود ظہر اور عصر کی نمازیں خفی پڑہی جاتی ہیں قرآن نے رسول اللہ کے لئے آل کا انکار کیا ہوا ہے (۴۰-۳۳) اسکے باوجود التحیات کے بعد آل والا درود پڑھا جاتا ہے تو یہ نمازیں تو جملہ خلاف احکام قرآن ہوئیں، قرآن نے روزوں کیلئے سفر اور بیماری کی حالت میں قضاء کرنے کی رعایت کا تفصیل بتایا جو تفصیل نماز کیلئے نہیں بتائی ان سب باتوں سے یہ ثابت ہوا کہ قرآن نے صلوۃ تو فرض کی ہے نماز فرض نہیں کی، صلوۃ کے تو جملہ تفاصیل قرآن نے بتادئے ہیں۔ نماز کی کوئی تفصیل قرآن میں نہیں ہے۔ صلوۃ عربی لفظ ہے، نماز پرشن لفظ ہے، نماز حدیثوں کی پیداوار ہے جو قرآن میں ترمیم و تنسیخ کی سرنگیں کھولتی ہے جو کہ قرآن کے اپنے بارے میں لاتبدیل لکلمات اللہ کے خلاف ہے، ترمیم اسطرح کہ نماز کا جملہ تفصیل اور بمع مساجد کے اسٹرکچر کے انکا قرآن میں کہیں بھی تفصیل نہیں ہے تو یہ سب چیزیں ترمیم ہوئیں اور صلوۃ کیلئے جو حکم اقامت کا ہے اور نماز کیلئے پڑھنے کا ہے تو پڑھنے کے حکم نے اقامت کے تفاصیل کو منسوخ کردیا اور یہی مقصود ہے اہل فارس کے شکست خوردہ اماموں کا، وہ مسلم امت کو نماز کی مصروفیات سے انکی صلوۃ کی ڈیوٹیوں میں رخنہ ڈالکر رہبانیت

کے ذریعہ مسجد جو کورٹوں اور پالیامنٹ ہاؤس کے طور پر اللہ نے قرآن کی معرفت دی ہوئی ہے اسے پوجا گھر بنادیا جناب معزز قارئین سارا قرآن پڑھکر دیکھیں کہ قرآن میں مسجد کا ذکر اٹھائیس بار تکرار سے آیا ہے ۔ جن جملہ 28 جگھوں پر فیصلوں اور معاہدوں کا تو ذکر ہے انکی نماز کا کہیں جملہ اٹھائیس تعداد میں سے ایک بھی جگہ ذکر نہیں تو شکست فارس کا بدلہ ان حدیث ساز اماموں نے اسطرح لیا کہ مسجدیں جو حکومت چلانے کے رفاہ عوام والی مراکز تھیں انہیں رہبانائیز کرنے کی حدیثیں بنادی کہ مسجدوں میں دنیا کی باتیں نہ کہ جائیں تو اب مسجدوں کا غرض وغایت اور کانسپٹ قرآن والا ختم کیا گیا ہے جو مساجد حکومت سے چھین کر امامت کی سازشی تحریک نے رہبانائیز کردی ہیں اب مسجدوں سے حکمرانی کے فیصلہ جات اور رفاہ عوام کے احکامات نمٹانے کی جگہ جاہل قسم کے متولیوں کے قبضہ میں دیکر ہر ہر فرقہ میں بانٹی ہوئی ہیں اسطرح سے کہ ان میں نماز پڑھنے والا داخل ہونے سے پہلے جانچ پڑتال کرتا ہے کہ یہ مسجد کن کی ہے اتنی حد تک جو خود تبلیغی جماعت والے بھی بریلویوں، شیعوں اور بوہریوں کی مساجد میں نہیں جاتے، میرے استاد جناب مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری نے کتابچہ کے صفحہ ۱۵ پر حدیث لکھی ہے کہ رسول اللہ نے جماعت کے ساتھ نماز میں شریک نہ ہونے والوں کے لئے فرمایا کہ انکے گھر جلا دیئے جائیں مگر بچوں اور عورتوں کے خیال سے اس پر عمل نہیں فرمایا، اگر غور کیا جائے تو اس حدیث سے جو فقہ بن سکتا ہے وہ یہ کہ جس کے گھر میں بچے اور عورتیں نہ ہوں اور وہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کیلئے مسجدوں میں نہیں جاتے تو ایسے لوگوں کے گھر رسول اللہ کے حکم کے مطابق جلادینے چاہیں تو سروے کیا جائے کہ اس قسم کے لوگ تو اکثر

کے غریب یتیم اور مزدور پیشہ ہوتے ہیں تو اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ گھر جلانے کا حکم مزدوروں کے کیمپوں کیلئے سرمایہ دارشاہی نے ایجاد کرایا ہے۔ بحرحال مزدور اور محنت کشوں کی یہ تو مجبوری ہے کہ وہ کیمپوں میں جاکر رہتے ہیں بال بچے اور عورتیں چھوڑ کر جانے کی پسندیدہ ریت تو تبلیغی جماعت والوں کی ہے۔

علم وذکر

اس چھ نکاتی منشور والی کتابچہ میں تیسرے نمبر پر علم وذکر کو صفحہ نمبر 17 پر لائے ہیں۔ علم کے تو تبلیغی جماعت والے دشمن ہیں کیونکہ مسلم امت بلکہ انسان ذات اور پوری کائنات کے پاس علم وحی کے سمبالک کتاب قرآن سے بڑھکر تو کوئی کتاب مثال دینے کی حد تک بھی نہیں ہے تو تبلیغی جماعت کے سارے لٹریچر کو کوئی کھنگال کر دیکھے تو قرآن کو سمجھ کر پڑھنے سے یہ لوگ بدکتے ہیں جماعت کے جتنے بھی مسلمہ اکابر ظاہری ہوں یا باطنی کسی نے بھی قرآن فہمی کیلئے کوئی ترجمہ یا مفہوم یا خلاصہ یا کوئی تفسیر وغیرہ کچھ بھی نہیں لکھی اور انکا یہ نہ لکھنا کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہے اسکا اصل سبب یہ ہے کہ انکے اندر کے جو مقاصد ہیں قرآن انکے سراسر خلاف ہے یا اسطرح بھی سمجھیں کہ قرآن حکیم دنیا میں جو انقلاب لانا چاہتا ہے یہ لوگ اور انکے مسلمہ اکابر اور مخفی سرپرست، اس قرآنی انقلاب کو روکنے کیلئے اس انقلاب کے آگے بند باندھنے کیلئے یہ چھ باتیں والی جماعت تبلیغی کی آڑ میں لنگوٹ کس کر آئے ہوئے ہیں اس جماعت والونکی قرآن دشمنی کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری صاحب علم وذکر کے عنوان تلے صفحہ نمبر ۱۵ پر لکھتے ہیں کہ بقدر فرض کلام اللہ کی تعلیم جسکے بغیر نماز درست نہیں ہوئی ذ، ز، س، ص، ح، ہ، ع، ء، تا، غا اور بڑا زبر

اور کھڑا زیر وغیرہ کی غلطیوں کا خاص لحاظ رکھا جائے، جناب معزز قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ مولانا صاحب جماعت کی پالیسی قرآن کے متعلق کسطرح سمجھا گئے وہ یہ کہ بقدر فرض کلام اللہ کی تعلیم جسکے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ اب انکے پاس سارا کا سارا کلام اللہ فرض نہیں ہوا اور انہوں نے قرآن پڑہنا جتنی حد تک فرض قرار دیا ہے وہ بھی بتادیا کہ جسکے بغیر نماز درست نہ ہوتی ہو۔ اور وہ مقدار تو ہر کوئی جانتا ہے کہ سورت فاتحہ اور، چند سورتیں یا چند آیتیں، اور اس مقدار کو بھی سمجھ کر یاد کرنا ضروری نہیں اس میں صرف س، ص، ذ، ز، ح اور ہ کی ادائیگی تجوید کے لحاظ درست کرنا سیکھیں، غور فرمایا جائے کہ مولانا عاشق الٰہی صاحب نے علم قرآئت کو تو گویا کہ ضروری قرار دیا لیکن فھم قرآن اور قرآن کو سمجھ کر پڑہنے کی بات نہیں کی اب قارئین خود ہی فیصلہ کریں کہ ان لوگوں نے جو علم کو چھ باتوں میں ضروری شمار کیا ہے وہ کونسا علم ہے قرآن کیلئے جب انکے نصاب میں سمجھ کر پڑہنے کی بات کہیں بھی لکھی نہیں گئی تو انکے علمی سر چشمے اور علمی ماخذ سواء قرآن کے اور کونسے علوم ہوئے اور انکے ہاں قرآن کا مقدار بھی مقرر کیا گیا ہے وہ اتنا کہ جتنے سے نماز پڑہی جائے وہ تو زیادہ سے زیادہ ایک پارہ کی چوتھائی بھی نمازوں کیلئے بہت ہے تو پھر انکے ہاں پونے تیس پارے تو فالتو ہوئے غیر ضروری اور غیر اہم ہوئے، جناب عالی ان کی عبارت کو پھر سے غور سے پڑہیں کہ نماز کیلئے جو مقدار قرآن مطلوب ہے وہ صرف اتنا فرض ہے باقی ان کے سوا فالتو نوافل اور مستحبات کی طرح ہوا اور جو انہوں نے ضروری اور نماز کی کفایت کیلئے اندازہ فرض کیا ہے اسے بھی سمجھ کر معنیٰ مفہوم سے یاد کرنے کی بات نہیں لکھی، اس کے صرف س، ص، اور ع، ء، یعنی قرأت کو درست کرنے کی ضرورت کافی ہے تو جناب عالی! پھر

قرآن حکیم کا یہ فرمان کہ لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاریٰ حتیٰ تعلموا ماتقولون (۴۳۔۴) اس آیت کو غور سے کوئی پڑھے کہ صلوۃ کی ڈیوٹی سرانجام دینے کیلئے کیا ہدایات ہیں ایک تو کوئی بھی شخص اجتماع صلوۃ میں کسی بھی قسم کے نشے کر کے پینے کے بعد نہ آئے، اتنی حد تک اتنے وقت تک جب تلک ان میں یہ تمیز نہ آجائے کہ وہ لوگوں کے مقالہ جات کو سمجھ نہ پائیں، جناب قارئین دیکھا آپ نے کہ قرآن کے ہاں اجتماع صلوۃ میں ایجنڈا کے موضوعات پر مقالے پڑھے جاتے ہیں اور سامعین ان کو نہ صرف سنتے ہیں بلکہ قرآن کا حکم ہے کہ حتیٰ تعلموا یعنی انہیں سمجھنے اور جاننے پہچاننے کی حد تک اس کا علم حاصل کرنے کی حد تک انہیں سنیں اگر وہ مقالا جات صرف سنتے ہو اور سمجھتے نہیں ہو تو اجتماع صلوۃ سے نکل جاؤ، اتنا وقت اور عرصہ نکل جاؤ جب تک کہ تمہیں سمجھنے کی تمیز اور سلیقہ نہ آئے، تو یہ ہے قرآن کا حکم قرآن والی صلوۃ کیلئے اب کوئی بتائے کہ حدیثوں والی نماز جو مجوسیوں کے دانشور حکیم مانی صاحب مجوسی زردشتی پیدائش ۲۱۵ع، یہ شخص رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے تین سو انسٹھ سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ اس نے یہ مروج نماز آگ کے سامنے پوجا کرنے کیلئے ایجاد کی تھی اسے اہل فارس کے علوم امامت اختراع کرنے والے اماموں نے اسلام کے ساتھ پیوند کر کے صلوۃ کا بدل اور مفہوم مشہور کر دیا ہے اس نماز میں جو قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اسے سمجھنا اگر ضروری ہے تو یہ تبلیغی جماعت والے بشمول جملہ حنفیوں، حنبلیوں، شافعیوں، مالکیوں اور جعفری شیعوں کے ان سب نے یہ کیوں نہیں فتویٰ جاری فرمایا کہ جو عربی یا قرآن کا ترجمہ اور مفہوم نہیں جانتا وہ نماز کو اتنے وقت تک قریب نہ آئے جتنے وقت تک اس میں پڑھے جانے والی مقدار قرآن

و، اور ہر ایک جانتا ہے کہ ان سب فرقوں نے ایسا کوئی فتویٰ صادر ہی نہیں لیا تو اس سے ثابت ہو گیا کہ انکی والی نماز یہ قرآن والی صلوۃ نہیں بلکہ پرشن لینگویج کی غیر عربی نماز ہے جو انہوں نے بطور خیانت قرآن کی اصطلاح اقیموا الصلوم کے ترجمہ کے طور پر مشہور کر دی ہے ان کی خیانت کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن فرماتا ہے کہ قائم کرو اور یہ لوگ اقیموا کا ترجمہ کرتے ہیں ''پڑھو'' جبکہ عربی زبان میں پڑھو لفظ کیلئے اقرأ کا لفظ ہے، تو میں نے ان کے تیسرے نمبر کی بات علم و ذکر کے پہلے حصہ علم کے بارے میں یہ دعویٰ کیا ہے اور تبلیغی جماعت والواں پر الزام لگایا ہے کہ ایک تو ان کے فضائل کی جملہ کتب جھوٹی حدیثوں سے بھری ہوئی ہیں جن کا آخری نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے ساتھ تین چار مہینہ ہر سال سفر میں رہنے والا ان فضائل کے نشہ میں گھر اور عیال بیوی بچوں کو بھلا کر اپنی جان کو بھی گم کر دیتا ہے اور ان لوگوں نے نہ صرف اپنی بیوی بچوں پر ظلم کیا ہے بلکہ امت کی نئی نسل کو ان کی یونیورسٹیوں میں جا کر ان کو پڑھنے سے بہکانے کیلئے وہاں ڈیرے جمائے ہوئے ہیں اور میری معلومات کے مطابق کئی سائنس کے طالب علم ان کے سراب کے چکروں میں آ کر اپنی زندگی اور علمی مستقبل کھو کر کے بیٹھے ہیں اور ہمارے ملک کی حکومت نے اتنے بڑے بھونچال پر کوئی توجہ نہیں دی اور حکمران لوگ قوم کی نسل کو اس مافیا کے نشہ سے بچانے کا بھی کیا نوٹس لیں گے جبکہ ان کی کرسی بھی ان رائیونڈیوں کی نظر عنایت سے چار دن چل سکتی ہے، مطلب عرض کا یہ ہے کہ یہ لوگ تو جب قرآن کے دشمن ہیں تو ان کا والا علم اور کونسا علم ہو سکتا ہے ان کا اپنی چھ باتوں میں علم کو شامل کرنا بھی بہت بڑا فراڈ ہے میری اس دعویٰ اور الزام کی ایک ہی دلیل ہے کہ جو فرد یا گروہ قرآن کا دشمن

ہو گا وہ کبھی بھی علم دوست نہیں ہو سکتا، اور عالمی سامراج جو دنیا بھر کی قوموں اور افراد کو اپنا زیردست اور مرہون منت بنانا چاہتا ہے وہ اپنے عزائم کی رکاوٹ صرف قرآن کو سمجھتا ہے اس لیے اس نے اپنی استحصالی مہم کی حفاظت کیلئے قرآن کا راستہ روکنے کیلئے قرآن کا نام لینے والوں میں تبلیغ اسلام کے نام کی یہ جماعت قائم کی ہوئی ہے، اس کی چھوٹی سی مثال سمجھانے کیلئے عرض ہے کہ جاگیردارانہ سوچ کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی مقبوضہ زمین پر قوت لا یموت کی حد تک مزدوری کرنے والے انسانوں کے ریوڑ کام کریں یہ سب کے سب ہمیشہ جاہل رہیں، انہیں علم و ہنر کی روشنی کبھی نظر نہ آئے اور بیل اور گدھوں کی طرح ان کی دولت بڑھانے کیلئے ہر وقت کولھو کے بیل کی طرح جُتے رہیں اور انہیں پتہ ہی نہ لگے کہ قران بھی ایک کتاب ہے جو معاشی مساوات کا نظریہ وان لیس للانسان الاماسعیٰ (۳۹.۵۳) کا اصول دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے اور مل مالک کیلئے فرماتا ہے کہ اس کے مزدور فھم فیه سواء (۱۶.۷۱) یعنی اس کے ساتھ ضروریات زندگی کی کفالت آسائشوں اور کفایت میں برابری کا درجہ رکھتے ہیں، تو عالمی سامراج نے بقول علامہ اقبال،

مست رکھو ذکر و فکر صبحگاہی میں انہیں
پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں انہیں

کی طرز پر یہ جماعت مولوی الیاس قدس سرہ کے ہاتھوں اسٹارٹ کرائی۔

ذکر

لفظ ذکر کے بنیادی معنیٰ تو یاد کرنے کے آتے ہیں اور یہ ضد ہے بھلا دینے کی، تو اب ذکر کے معنیٰ میں محافظت کا مفہوم خود بخود آ گیا۔ ذکر کی دوسری معنیٰ

حفاظت بھی ہوئی، ویسے قرآن حکیم کے اندر متعدد معنوں میں ذکر کا لفظ آیا ہے جس میں سے خود قرآن حکیم کو ذکر کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا'' وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ولعلھم یتفکرون (۱۶.۴۴) اب قرآن تو جامع العلوم کتاب ہے اس میں قوانین کائنات، قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ اور داستانیں بھی ہیں اس کے علاوہ قرآن کو ذکر اور ذکر کو براہ راست قوانین کے معنوں میں بھی استعمال کیا گیا ہے اور وہ بھی دوران جنگ میدان جنگ کے اندر حکم کیا گیا ہے کہ یاایھاالذین آمنوا اذ القیتم فئة فاثبتوا و اذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون (۸.۴۵) یہ جنگ کے موقعہ پر بھی قوانین خداوندی کی پاسداری کا حکم بہت ہی گہری سوچ پر مبنی ہے وہ یہ کہ اکثر دنیا میں جنگیں ذاتیات اور گروہی عصبیات پر لڑی جاتی ہیں ملک گیری اور غلام سازی کیلئے بھی جنگیں لڑی جاتی ہیں تو اللہ عزوجل دوران جنگ یاد دلاتا ہے کہ خبردار لڑ تو رہے ہو لیکن واذکروااللہ لعلکم تفلحون، اگر تم فلاح چاہتے ہو تو خیال کرو کہ تمھاری جنگ صرف احقاق حق کے نظریات کیلئے ہونی چاہیے، اصولوں کیلئے ہونی چاہیے کہیں ہوس وسعت میں حقوق العباد نہ بھلا بیٹھو،، جن حقوق کا محافظ اللہ کا قانون ہے اللہ کا قرآن ہے سورۃ بقرہ میں آیا ہے کہ فاذکرونی اذکرکم، تو اس کے معنیٰ یہ بنیں گے کہ تم مجھے یاد کرو، کا مطلب کہ تم میرے قوانین کو یاد کرو، تم میرے احکامات کو یاد کرو پھر دیکھو کہ میرے قوانین تمہارے حقوق کی کس طرح حفاظت کرتے ہیں، جناب معزز قارئین! جہاں جہاں بھی پورے قرآن میں ذکر کے لفظ کا مفہوم پڑھیں گے تو ہر گلے رارنگ بوء دیگراست ہر جگہ اپنے سیاق وسباق کے لحاظ سے نیا نیا مفہوم اور وہ بھی بنیادی لغوی

مفہوم کی سلامتی کے ساتھ ملے گا، اور اس تکرار کا انداز لگ بھگ تین سو بار قرآن میں ہوا ہے جن سب آیتوں کو یہاں میں نقل نہیں کرسکتا، ذکر کی اس تھوڑی سی تعارفی تمہید کے بعد عرض ہے کہ لفظ ذکر خانقاہی دنیا اور تصوف کے درباروں میں اسکی معنیٰ و مفہوم کے یکسر الٹ استعمال ہو رہا ہے جسے یاد الٰہی کے نام پر اللہ کے ناموں کو طوطے کی طرح رٹنے اور ان کی گنتی کرنے کو ذکر کے طور پر مشہور کیا گیا ہے اور وہ بھی ایسے تو نمونوں سے جیسے جمگھٹوں کے جمگھٹے قوالی گا رہے ہوں اور اس سے واذکر ربک فی نفسک یعنی ذکر کر تو اپنی پرورش کرنے والے کا اپنے دل میں، کا سارا حکم ربی بے معنی اور بے مقصد ہو جائے سوایک تو خانقاہی انداز ذکر جو کہ کورس میں کیا جاتا ہے، مولانا عاشق الٰہی صاحب اس تیسرے نمبر کے دوسرے حصہ ذکر کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب کچھ لوگ کسی جگہ بیٹھیں اور وہاں سے اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ گئے تو یہ سمجھو کہ گویا وہ مردار گدھے کی لاش کو کھاتے کھاتے اٹھے اور یہ مجلس ان کے لیے (آخرت میں) حسرت کا سبب بنے گی، اور مولانا عاشق الٰہی صاحب نے اس ذکر کی ادائیگی کا طریقہ صفحہ ۲۰ پر یہ سمجھایا ہے کہ ذکر کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ ہر وقت اللہ کی طرف دھیان رہے اور اس کی یاد میں دل لگا رہے زیادہ مشق کرنے سے اور زبان کے اللہ کی یاد میں لگا رہنے سے یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے'' جناب قارئین! میں نے جو عرض کی کہ اس خانقاہی طریقہ ذکر میں زیادہ مشق اور اہمیت اللہ کے ناموں کی گنتی کرنے کی کرائی جاتی ہے جسے زبان کے ذریعہ لفظوں کو گنتی سے رٹا جاتا ہے تو مولانا عاشق الٰہی صاحب بھی کتابچہ کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں کہ ہر شخص اپنی مشغولیت اور فرصت کے اعتبار سے جس قدر بھی ذکر میں وقت گزارے تھوڑا ہے مگر یہ تو کم از کم ہر

شخص کرسکتا ہے کہ صبح وشام ایک ایک تسبیح تیسرے کلمے اور درود شریف واستغفار کی
پڑھ لیا کرے، جناب عالی دیکھا آپ نے کہ تسبیح پر گنتی کرنے کی اہمیت کو کتنا تو یہ
لوگ ضروری کیے ہوئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس طرح کے ذکر خداوندی سے
ذکر کی روح اور مقصدیت فوت ہو جائے گی کیونکہ ذکر سے مقصد ہے آلاء اللہ پر غور و
فکر پھر جب دھیان تو تسبیحوں کی مقرر تعداد کو پورا کرنے پر ہوگا تو وہ غور اور فکری تعمق
تو فوت ہو جائیگا، کیونکہ کبھی یہ ذکر تو ایام اللہ کا بھی کرنا ہے تو وہ موسیٰ سلام اللہ علیہ کا
فرعون سے مقابلہ کی تفاصیل کی شکل میں ہوگا اور کبھی حضرت ابراہیم کا نمرودی
آتشکدوں سے ٹکرانے والے ایام کا ہوگا، اور کبھی یہ ذکر محنت کشوں اور مزدوروں کی
جھگیوں میں بیٹھ کر حضرت نوح علیہ السلام کا، محلاتوں کے مکین چوہدریوں سرداروں
اور وڈیروں سے مقابلہ کرنے سے ہوگا، تو یہ تاریخی داستانوں اور انقلابوں کے ایام
دانے دار مالا اور تسبیحوں پر تورٹنے کی چیز نہیں ہے یہ ذکر تو واذکر فی الکتاب مریم کے
حکم سے خانقاہوں کے سجادہ نشینوں کی عیاشیوں کو طشت از بام کرنے والا ذکر بھی کرنا
ہے جو تسبیحوں کے دانے پھیرنے کے بجائے لڑائی سے ہوگا، وہ اس طرح کہ ان مکار
پیروں اور انکی داشتہ قسم کی مریدنیوں کو خانقاہوں سے نکال کر وہاں ان کے آنے پر
بندش لگائی جائے، تو اس الٹی گنگا میں بہنے والوں کو فذکر بالقرآن من یخاف و
عید (۴۵. ۵۰) یعنی جنکو ذرا بھی خوف خدا ہے ان کو اذکار قرآنی کے ذریعے ڈر
لیکن کیا کریں جو یہ تلبیسی تبلیغی لوگ قرآن کا نام بھولے سے بھی نہیں لیتے۔

چوتھا نمبر۔ اکرام مسلم

تبلیغی جماعت کے چھ اصولوں یا باتوں میں سے یہ چوتھے نمبر کی

اکرام مسلم بھی قرآن حکیم کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے، اس لیے کہ اللہ نے یہ کرامت
یہ تعظیم اور بزرگی اور فضیلت فرقہ واریت کے نام کے بجائے انسانیت کے نام سے
عطا کی ہے قرآن حکیم میں رب پاک نے فرمایا ہے کہ ولقد کرمنا بنی آدم (۱۷۔۷۰)
یعنی ہم نے اولاد آدم کی تعظیم و تکریم کی ہے اسے صاحب کرم و فضل بنایا ہے بربنائے
اولاد آدم ہونے کے، تو اب جو کوئی بھی کسی بنی آدم کی آدمیت کی بنیاد پر کرامت اور
فضیلت کو تسلیم نہیں کرے گا اور اس تعظیم اور تکریم میں اپنے مذہبی برادری کے فرق کو
ملحوظ رکھے گا، تو وہ شخص انسان دوست نہیں ہوسکتا، وہ شخص قرآن کے نظریہ ولقد کرمنا
بنی آدم کا مخالف فرقہ باز اور دشمن ہوگا قرآن کی نظر میں ''تعظیم ہر ایک آدمی کا حق ہے
آدمیت کے حوالے سے''

پانچواں نمبر۔ اخلاص نیت

جماعت تبلیغی کی رہنما چھ باتوں میں سے پانچویں نمبر پر ''اخلاص نیت'' کو
مقرر کیا گیا ہے۔ دنیا میں جہاں لوگوں اور آدمیوں سے ظلم کیا جاتا ہے اور ان کی حق تلفی
کی جاتی ہے اسی طرح یہ دنیا کے ظالم لوگ اصولوں، الفاظوں، قوانین کی بھی بے
حرمتی کرتے ہیں۔ الفاظوں کے معنیٰ اور مفہوم بھی بدل ڈالتے ہیں اور وہ بھی ایسی
چالاکی سے جو جیسے کہ مشہور ہے کہ کلمۃ حق ارید بہ الباطل یعنی اچھے اچھے الفاظ اور
اصطلاحوں کی معنیٰ اور مفہوموں میں خیانت کر کے انہیں بگاڑ دیتے ہیں، اب
جماعت تبلیغی کی اس چھٹی بات اخلاص نیت ہی کو لے لیں اس سلسلہ میں لوگوں کو
دھوکہ دینے کیلئے مولانا عاشق الٰہی صاحب پہلے اخلاص نیت کا مفہوم سمجھانے کیلئے
صفحہ نمبر ۲۷ پر لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نیک کام کرتے ہوئے یہ ارادہ

کرے کہ اس کے بارے میں جو اللہ نے حکم دیا ہے مجھے اس پر عمل کر کے محض اللہ کو راضی کرنا ہے اور اس عمل کے ذریعے کوئی دنیا کا نفع مقصود نہیں بلکہ صرف آخرت کی زندگی سنوارنے کیلئے یہ عمل کر رہا ہوں'' جناب معزز قارئین یہ ہے تبلیغی جماعت کا خیانت والا نظریہ، یہ ہے ان کے مسلمہ اکابر کی لائن جسے مولانا عاشق الٰہی صاحب ان کے ترجمان بن کر امامت مسلمہ کی پٹڑی اکھیڑ رہے ہیں، مجھے امید ہے کہ پیش لفظ میں تبلیغی جماعت کے وہ تاسیسی مقاصد جو عالمی سامراج کو قرآن سے جان چھڑانے کیلئے مطلوب تھے جن کے لیے دام ہمرنگ کے طور پر اللہ کا قرب حاصل کرنے کے نام پر یہ جماعت انہوں نے تخلیق کروائی، دیکھتے جائیں کہ اسے مولانا عاشق الٰہی صاحب کس طرح رہبانیت اور ترک دنیا کے تصور اور جھوٹے زہد کی طرف لے جا رہے ہیں، اخلاص نیت کی تشریح میں آپ پڑھ کر آئے کہ مولانا صاحب نے لکھا کہ کسی بھی نیک عمل سے صرف آخرت کی زندگی سنوارنے کی نیت کرے اور اس سے دنیا کا کوئی بھی نفع مقصود نہ ہو، جناب عالی یہ ہے دشمنان اسلام کا مقصود کہ مسلمان دنیا سے دست بردار ہو جائیں اور انہیں دنیا پر قبضہ جمانے کیلئے مسلمانوں سے قرآن کا حکم کہ ولا تنس نصیبک من الدنیا (۷۷.۲۷) یعنی اے مخاطب قرآن! تو اپنا حصہ دنیا کا کبھی نہ بھلانا اور اللہ سے ہر گھڑی ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ کے مطالبہ سے دنیا کی بھلائی مانگتے رہنا، آخرت کی بھلائیوں کا دوسرا نمبر ہے اس لیے دوسری چیز کے ملنے کا دارومدار پہلی چیز پر ہے آخرت کی بھلائی اس شخص کو مل ہی نہیں سکتی جو شخص پہلی شیء دنیا کی بھلائیوں سے محروم ہوا ہوگا۔ تو قارئین محترم دنیا کی حاکمیت سے ہی آپ اپنی آخرت کے پیمانے کو درست کر سکتے ہیں۔ دنیا

میں عدل قائم کرنا جس سے انسانی حوائج زندگی میں توازن قائم ہو پائے پھر انسان اپنی شخصی احتیاجات سے بے فکر اور فارغ ہو کر اجتماع کی ترقی اور اصلاح کی طرف توجہ دے سکے، اس کے لیے وقت اور صلاحیتیں دے سکے جس کے لیے تسخیر کائنات کو ایک سیڑھی بنانے کا کبھی ختم نہ ہونے والا کام ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ قرآن ملنے کا مقصد ہی لوگوں کے درمیان بصیرت اور اجتہاد سے گڈ گورننس والی حکومت چلانی ہے۔ پڑھ کر دیکھیں انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ (۴.۱۰۵) اور قرآن کے ان تقاضوں کو تو سرمایہ دار شاہی اور جاگیر دار شاہی کی تھنک ٹینک نے محسوس کیا اور اس لیے تو انسانوں سے قرآن چھیننے کیلئے شروع اسلام کے زمانے میں اس وحی کے علم قرآن کو رسالت اور نبوت کی مشنری تحریک کے مقابلہ میں امامت کی اصطلاح لے آیا، جس سے انسانوں کو ظاہری حاکمیت کے بدلے باطنی حاکمیت پر راضی کیا اور انسانوں کو بیوقوف بنانے کیلئے یہ چکر چلایا کہ دنیا کی حاکمیت یہ دنیا داری جا کر کوئی لچے لفنگے آدمی کریں، پرہیزگار تقویٰ والے متقی لوگ آخرت کو سنوارنے کیلئے باطن سنوار کر باطنی خلافت، باطنی حاکمیت اور امامت کو حاصل کریں اور اس فکری دھوکہ کو کامیاب کرانے کیلئے یہ لوگ قرآن کے مقابلہ میں علم حدیث اور علم فقہ کو میدان میں لے آئے اور اس تقابلی علم کے مخترعین کو امامت کے لقب سے نوازا، اب سارے عالم اسلام میں بشمول مکہ و مدینہ قرآن کی جگہ قرآن دشمن علوم جو حدیث وفقہ کے نام سے گھڑے گئے تھے وہ مروج ہیں، مصر کی جامع ازہر یونیورسٹی ہو یا ہندوستان کا دارالعلوم دیوبند ہو یا پاکستان کے اسلام کے نام پر جملہ مدارس دینی ہوں، ان سب میں قرآن دشمن امامی علوم سرمایہ داریت اور

جاگیرداریت کے تحفظ والے پڑھائے جارہے ہیں، سارے عالم اسلام میں کہیں ایک جگہ بھی مسلمانوں کی خیرات سے چلنے والا کوئی ایک بھی ایسا مدرسہ نہیں جس میں قرآن حکیم کو تصریف آیات یعنی علم وحی کو وحی کی زبان سے سمجھے جانے اور پڑھے جانے کا کوئی انتظام ہو، اب کوئی ہمیں یہ سمجھائے کہ علم نبوت ورسالت قرآن کی تعبیر وتفسیر اگر دشمنان قرآن روم وفارس کے شکست خوردہ مافیاؤں سے لیں گے تو وہ زکوٰۃ کی معنی جو قرآن نے سمجھائے کہ جس سے رعیت کے افراد کی جسمانی علمی وفکری بہتر پرورش ہوسکے کے بجائے سال میں ایک دفعہ رعیت کے کسی ایک کنگلے کو ایک سو روپیہ میں سے ڈھائی روپیہ دینا کی گئی ہے، تو اس قرآن دشمن امامی علم سے رعیت کی کونسی پرورش ہو سکے گی جبکہ قرآن نے اس کے مقابلہ میں یہ تعلیم دی ہے کہ **و فی اموالھم حق لسائل والمحروم** (۱۹ . ۵۱) یعنی دنیاداروں کی دولت میں نہ دینے والوں سے ان کا گریبان پکڑ کر ان سے لو، تاکہ محروم لوگوں کے مسائل حل ہوں یہ ترجمہ لفظ حق کا ہے جس کی معنی وجوب ہے اور اسلام کے واجب حکم کی انحرافی کرنے والے کو اس طرح پیش آنا ہے، وجوب کا منکر اور منحرف ریاست کے نظریہ کا باغی اور غدار قرار دیا جاتا ہے۔ تو غدار کی سزا سب جانتے ہیں" یہ **خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ** (۳۱ . ۳۰ . ۲۹) سے بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہ لوگ مال دار ہی ہیں جو پکار رہے ہیں کہ **مااغنی عنی مالیه** (۲۸ . ۶۹) یعنی میری دنیا کے جہان والی دولت بھی آج یوم قیامت کام نہیں آرہی جو مجھے پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ کر الٹا لٹکایا جارہا ہے، بہرحال قرآن حکیم کی طرف سے دنیا کے اندر اس طرح کی معاشی مساوات والی حکومت قائم کرنے والی تعلیم کا راستہ روکنے کیلئے

پرانے سامراج کے وارث اور جانشین نئے سامراج نے اپنے پیش رووں کے تیار کرائے ہوئے امامی علوم کی روشنی میں تبلیغی جماعت تیار کرائی جو دہلی اور رائیونڈ سے بیک وقت یلغار کرتی ہے جس کی سرگرمیوں سے امت مسلمہ کا بڑا حصہ نہ صرف اپاہج بنا ہوا ہے بلکہ ساتھ ساتھ یورپین سامراج کے تحفظ کیلئے اور عالمی سرمایہ دارشاہی کے مفادات کے تحفظ کیلئے دین کو قرآن کی دنیاوی حکمرانی کے معاملات سے جدا کئے ہوئے ہے، مولانا عاشق الٰہی صاحب اس پانچویں بات میں صفحہ نمبر ۲۹ پر لکھتے ہیں کہ بزرگوں نے مثال کے طور پر یہ بتایا ہے کہ اگر روزے میں یہ نیت ہو کہ ثواب بھی ملے اور تندرستی کا بھی فائدہ ہوگا، یا حج کرنے میں یہ نیت ہو کہ ثواب بھی ہوگا اور سیر بھی ہو گی اور دشمنوں سے بچا رہوں گا یا فقیر کو کچھ دینے میں یہ نیت کی ہو کہ ثواب بھی ملے گا اور اس کا شوروغل بھی ختم ہو جائے گا۔ تو یہ سب باتیں اخلاص کی حد سے خارج ہیں، جناب معزز قارئین مولانا صاحب کی عبارت کو نہایت غور سے پڑھیں ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ جو شخص خود درس نظامی کا بہت بڑا عالم ہے مدرس ہے تبلیغی جماعت کے مسلمہ اکابرین میں سے ہے ان کا رائٹر اور اسکالر ہے مولانا الیاس صاحب کے بیٹے اور تبلیغی جماعت کے امیر مولانا محمد یوسف صاحب کو حدیث کی کتاب طحاوی پڑھانے والا استاد بھی ہے تو ان کا اتنے علمی قد والا آدمی بھی جب دین کی کوئی بات سمجھاتا ہے تو قرآن حکیم اس طرح بتاتا ہے لکھنے کے بجائے لکھتا ہے کہ "بزرگوں نے مثال کے طور پر بتایا ہے" آپ قارئین کو شاید معلوم ہوگا کہ جب جماعت تبلیغی کے سینئر آدمیوں سے یہ شکایت کی جاتی ہے کہ آپ تبلیغی نصیحتیں قرآن کے حوالے سے اپنے بیان میں کیوں نہیں کوڈ کرتے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ اس طرح سے اگر ہم غیر عالم اور قرآن

سے ناواقف جاہلوں سے غلطی ہو جائے گی تو گناہ ہوگا، اگر چہ یہ جواب اندر کی قرآن دشمنی کو چھپانے کی ایک چال ہے، لیکن کوئی بتائے کہ ان کے عالم مولانا عاشق الٰہی صاحب بھی ان کی والی جاہلانہ ٹرمنالاجی کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کیوں استعمال کرتے ہیں اور اس کتابچہ میں بھی قرآن کا نام لینے اور لکھنے سے بھی کتراتے ہیں اور وہ بھی مسلمہ اکابر کی رٹ رٹتے ہیں تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہو رہا ہے کہ یہ لوگ عالمی سامراج کی نوکری کر رہے ہیں یہ دوستی کے بھیس میں دشمن ہیں؟ اور یہ اپنے اجتماعات کے بیانوں میں جہاد اور قتال کی آیات کو اپنے تبلیغی سفروں پر فٹ کرتے ہیں ان کی اس محرفانہ سوچ سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن کے تراجم اور تفاسیر لکھ کر اگر اپنا کام چلائیں گے تو قرآن ان کا ساتھ نہیں دے گا، لہٰذا قرآن میں امام طبری کی طرح تحریف کریں گے اس سے تو یہ لوگ پکڑے جائیں گے، اس لیے یہ لوگ، بزرگوں نے کہا ہے کی حرفت سے تحریف قرآن کے مشن کو لگے ہوئے ہیں۔ جناب قارئین اب غور فرمائیں کہ مولانا عاشق الٰہی کی رہبانیت کی شاہکار سوچ کی طرف جو اوپر آپ نے پڑھی کہ روزہ رکھنے سے اگر جسمانی تندرستی بھی ہوتی ہے تو روزہ رکھتے وقت نیت کو اتنا خالص بنائے جو اس میں وہ جسمانی تندرستی والے فائدے کا تصور بھی نہ کرے، سو جناب محترم قارئین آئیں کہ یہ بات قرآن سے پوچھ کر دیکھیں کہ ہمارے ذاتی فوائد کیلئے کیا حکم ہے کہ وہ حاصل کرنا جائز ہیں یا نہیں؟ سورۃ بقرہ کی آیت ۲۶۵ میں ہے کہ **و مثل الذین ینفقون اموالهم ابتغاء مرضات الله و تثبیتامن انفسهم کمثل جنة بربوة اصابهاوابل فاتت اکلها ضعفین فان لم یصبها وابل فطل والله بما تعملون بصیر**

(۲.۲۶۵) اس آیت میں غور فرمایا جائے کہ قرآن حکیم صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ کرتے وقت اللہ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کے ساتھ وتثبیتا من انفسھم کو بھی ملا رہا ہے کہ اس سے بندے اپنی ذات کے استحکام اور اپنے نفوس کی توانائی حاصل کرنے کا مقصد بھی شامل کریں تو اس کی مثال اس باغ اور کھیتی جیسی ہو گی جو ایسی تو اونچائی پر بوئی گئی ہو جو فصل بارش کی وجہ سے ڈوب نہ جائے تو وہ اس سے دگنی فصل جتنی مقدار دے گا اور اگر بارش نا بھی ہو تو شبنم سے بھی کچھ نہ کچھ تو دے گا..........

اب اس آیت نے صاف صاف طرح سمجھا دیا کہ تبلیغی جماعت کا مسلمہ بزرگ جھوٹ کہہ رہا ہے، اللہ کا سارا دین انسان کی ذات کے فوائد کیلئے ہے، انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی ذات کو قوانین قرآن کی روشنی میں خوش رکھے، مستحکم رکھے اور وہ بھی اللہ کی رضامندی طلب کرنے کے ساتھ **ولاتنس نصیبک من الدنیا**، یعنی دنیا سے اپنے حصہ سے دست بردار نہ ہو، نہیں تو تبلیغی جماعت والوں نے جب تم چلوں پر جاتے ہو تو پیچھے تمھاری بیوی بچوں کو تو خوار کرایا ہے آگے تمھیں بھی بھیک منگوائیں گے!! جناب قارئین کرام آئیں کہ قرآن سے پوچھیں کہ تبلیغی جماعت کی چھ باتیں لکھنے والے مولانا عاشق الٰہی صاحب فرماتے ہیں کہ حج کرنے میں یہ نیت ہو کہ ثواب بھی ہوگا اور سیر بھی ہوگی اور دشمنوں سے بچا رہوں گا تو یہ بھی اخلاص کی حد سے خارج ہیں، کیا یہ بات سیر کرنا اور دشمنوں سے بچاؤ، ڈھونڈنا گناہ ہے؟ یا حج کے ساتھ ان کی نیت کرنا کیسا ہوگا؟ جناب عالی عبادات قرآنیہ کو رہبانیت میں گھسیٹ کر ان کی انسانی فلاح کی مقصدیت کو فوت کرنے کیلئے تبلیغی جماعت کے لٹریچر کی یہ ہدایت

بہت بڑا فراڈ ہے۔قرآن کے نظریہ سے خیانت ہے انسان کے دنیوی حوائج واغراض
ہرگز ممنوع نہیں ہیں۔مولانا عاشق الٰہی صاحب نے تو سیر اور دشمنوں سے بچنے کی
نیت حج کے وقت کو خلوص نیت کے خلاف قرار دے دی ہے۔لیکن قرآن حکیم سیر کیلئے
جو فرمان جاری کرتا ہے وہ مستقلاً احکام خداوندی کا حصہ ہے اس سے منع کرنا یا اس کو
دین کے خلاف سمجھنا یہ تبلیغی جماعت کے نظریوں کو جو اسلام دشمن ہیں، کھولتا ہے یہ
بات ثابت کرتی ہے کہ سیر کرنے سے روکنے میں تبلیغی جماعت کے مقاصد مسلم امت
کو آرکیالاجی سے عبرت حاصل کر کے امت کو سدھارنے سے روکنا چاہا ہے اس لیے
آیئے دیکھئے کہ قرآن حکیم اس بارے میں کیا فرماتا ہے، سورۃ روم میں فرمان ربی ہے
کہ **اولم یسیر وافی الارض فینظر وا کیف کان عاقبة الذین من
قبلھم کانو اشد منھم قوة و آثاروا الارض و عمرو ھااکثر مما
عمروھا وجاء تھم رسلھم بالبینات فما کان الله لیظلمھم ولاکن
کانوا انفسھم یظلمون** (۹.۳۰) اب اس آیت پر کوئی غور کرے کہ اللہ پاک
سوال کرتا ہے، پوچھتا ہے کہ تم کیوں سیر نہیں کرتے زمین کی، اس سوال میں سیر نہ
کرنے پر ایک قسم کی تنبیہہ بھی ہے کہ ضروری ہے اور لازم ہے تم پر کہ تم سیر کرو، پھر سیر
کے دوران تمہیں عجائبات عالم اور تاریخ کے اسباق وحوادث کیلئے ایک مدبرانہ انداز
سے چاروں طرف اور کھنڈرات زمین تک کو آنکھیں کھول کھول کر ٹٹولنے کی ہدایت
کرتا ہے اور آثار قدیمہ سے ماضی کے احوال اور نتائج اخذ کرنے کی تربیت دیتا ہے
کہ دیکھو کہ اگلے لوگ تمہارے مقابلہ میں کتنے تو طاقتور تھے جنھوں نے زمین کا سینہ
چیر کر ایگریکلچر سائنس سے خوشحالیاں لائیں اور زیر زمین خزانے باہر نکالے پھر

مخاطبین سے بڑھ کر دنیا کی تعمیر کی...... پھر آگے قرآن نے مخاطبین کو وحی الٰہی سے
علم نبوت سے تبلیغی جماعت کی انحرافی اور اعراض پر برے انجام کی بات بتائی ہے،
مطلب اس آیت پیش کرنے کا یہ ہے کہ زمین پر سیر کرنے کو اللہ نے نہ صرف سراہا
ہے بلکہ ترغیب دی ہے بلکہ تاکید کی ہے بلکہ سیر نہ کرنے پر ناراضگی بھی دکھائی ہے اور
پھر سیر کرنے سے تاریخ کے نتائج اخذ کرنے کی تعلیم دی ہے کہ تعمیر کے بعد تخریب شدہ
عمارات کی مٹی کو چیک کرو، ان کی ایک ایک ٹھکری کو ٹٹولو تمھیں تمھاری لیبارٹریاں
بتائیں گی کہ اگلے والے کس ہنر وفن کے مالک تھے لیکن تبلیغی جماعت والے، چلوں
کیلئے نکلنے والوں کو سکھاتے ہیں کہ نظریں نیچے رکھو ادھر ادھر کوئی نہ دیکھے نہ تکے اور
ساتھ علوم امامت کے فن علم حدیث میں انھوں نے رسول اللہ کے اوپر، قرآن کی اوپر
کی آیت سے انحراف کا الزام لگایا ہے کہ وہ ایک جگہ سے گذرے تو اپنے اوپر چادر
لپیٹ کر گردن نیچے کر کے جلدی جلدی وہاں سے تیز قدموں سے چلتے ہوئے نکلے اور
ساتھیوں سے بھی فرمایا کہ اس کھنڈر سے جلدی نکل چلو یہ جگہ اگلی قوم پر عذاب آنے کی
ہے سو یہاں سے توبہ توبہ کرتے ہوئے بھاگتے نکل چلو، جناب عالی ان اماموں کی
حدیثوں پر غور کریں گے تو وہ مکمل طور پر قرآن حکیم کی بتائی ہوئی صراط مستقیم سے الٹ
راستہ پر لے جاتی ہوئی نظر آئیں گی، دور نہ جایئے مولانا عاشق الٰہی صاحب نے اسی
کتابچہ کے صفحہ نمبر ۱۷ پر حدیث لائی ہے کہ خبردار! ساری دنیا ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر
اور اس کے موافق چیزیں اور (دین) کا عالم اور (دین) کا طالب علم، یہاں تک
حدیث کی عبارت ختم ہوئی اور لفظ دین پر کتابچہ میں بریکٹ چڑھا ہوا ہے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولانا عاشق الٰہی صاحب کا دیا ہوا ہوگا، بہرحال ہم تو پوری حدیث

کے سارے متن کو قرآن حکیم سے ٹکراتے ہوئے دیکھ رہے ہیں یہ امامی علم کی حدیث
ہے جبکہ وحی اور علم نبوت کا فرمان ہے کہ وھو الذی خلق السماوات والارض
بالحق (۷۳.۶) یعنی اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ
پیدا فرمایا، محترم قارئین! فیصلہ آپ کریں کہ جس کائنات کیلئے اللہ فرما رہے ہیں کہ
میں نے یہ سب کچھ حق کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ میرا یہ تخلیق کائنات کا عمل حق ہے
لیکن اماموں کا علم حدیث ساری دنیا کو ملعون کہہ رہا ہے، آگے سورۃ احقاف کی آیت
نمبر۳ پر فرمان ربی ہے کہ ماخلقنا السماوات والارض وما بینھما
الا بالحق واجل مسمی (۴۶.۳) یعنی سارے آسمانوں اور زمین تو کیا ان کے
درمیان ان کے بیچ میں بھی جو کچھ ہے وہ سب ہم نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے،
جناب عالی! یہ بات تو ہوئی قرآن کی لیکن عالمی سامراج نے اپنے گماشتہ اماموں سے
حدیث بنوا کر مشہور کرایا کہ ساری دنیا ملعون ہے اس لیے اس کا قبضہ تم چھوڑو ہم اسے
سنبھال لیتے ہیں۔ بہر حال اس قضیہ کو بھی اللہ نے اپنی کتاب قرآن میں اچھی طرح
نمٹا دیا ہے کہ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم و
یتفکرون فی خلق السماوات والارض ربنا ماخلقت ھذا باطلا
سبحانک فقنا عذاب النار،، (۳.۱۹۱) یعنی جو لوگ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے اللہ کا
ایسا تو ذکر کرتے ہیں جس میں تخلیق کائنات پر مکمل غور و فکر ہوتا ہے اور وہ تفکر کرتے
کرتے پکار اٹھتے ہیں اے اس سارے سنسار کو روزی پہنچانے والے پالنہار! تیرا اس
جہان کو دنیا کو پیدا فرمانا ہرگز باطل نہیں ہوسکتا، جناب قارئین! دیکھا آپ نے کہ قرآن
حکیم نے علوم امامت کے تخلیق کار اہل فارس اور جملہ ان کے متبعین شیوخ الحدیث کو

ان کی ان کے منہ پر مارتے ہوئے سورۃ ص میں فرمایا کہ وماخلقنا السماء
والارض ومابینھما باطلا ذالک ظن الذین کفروا فویل للذین
کفروا من النار (۳۸.۲۷) یعنی ہم نے آسمان اور زمین کو کبھی بھی باطل مقصد
کیلئے پیدا نہیں کیا جو لوگ اس پر یعنی ہمارے تخلیق جہان پر اور اس کی اندر کی چیزوں پر
لعنتیں کر رہے ہیں، ایسا اگر کوئی گمان بھی کرے تو وہ کافر ہے، پھر ایسے کافروں کیلئے
آگ کے اندر ویل نامی ٹھکانہ ہوگا۔ جناب معزز قارئین! عالمی سامراج ہر دور میں
اس ٹوہ میں رہتا ہے کہ دنیا کے محنت کشوں کو ان کی محنت سے بنی ہوئی پیداوار سے
نفرت دلاؤں کہ یہ دنیا کا سامان زینت ہے دنیا اور اس کی چیزیں ملعون ہیں تم اللہ
والے بن جاؤ اپنی کمائی ہوئی پیداوار سے صرف اتنا کھاؤ جس سے حیاتی بچ جائے،
باقی کتوں کے لئے پھینک دو اور اس کے لیے بھی انہوں نے حدیث بنائی ہے کہ
الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب ،یعنی دنیا مردار ڈھونڈھ ہے اور اس کی طلب کرنے
والے کتے ہیں یہ سرمایہ دار قارون کے وارث امامت کی اصطلاح تخلیق کر کے اسے
وحی کے علم قرآن کے مقابلہ میں لے آئے ہیں جو قرآن مل مالکوں کو کہتا ہے کہ فما
الذین فضلوا برادی رزقھم علی ماملکت ایمانھم فھم فیہ سواء
(۱۶.۷۱) یعنی اپنی فاضل دولت فیکٹری کے مزدوروں میں بانٹ دو اس لیے کہ وہ
بھی تمھاری برابر کی حیثیت کے مالک ہیں، تو تبلیغی جماعت کے مسلمہ اکابر مل مالکان
ہیں، تبلیغی جماعت عالمی سامراج کی لیٹسٹ تخلیق ہے۔ جو قرآن کے نظریہ معاشیات
وسماجیات کے سینے پر ایک خنجر کی طرح ہے، جناب عالی! مولانا عاشق الٰہی صاحب
نے اس کتابچہ میں لکھا ہے کہ اس کے اس کتابچہ کی تصحیح حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

صاحب مدیر ''الفرقان'' لکھنؤ نے بھی کی ہوئی ہے تو مولانا عاشق الٰہی نے حج پر جاتے
وقت سیر کرنے کی نیت کو ممنوع قرار دینے کے بعد یہ بھی فرمایا ہے کہ حج پر جاتے وقت
نیت میں یہ بھی نہ سوچے کہ دشمنوں سے بھی بچا رہوں گا، اس پر میں اپنے استاد
صاحب کی شان میں کیا عرض کروں، جناب قارئین! حج کا اجتماع تو امت کے الجھے
ہوئے مسائل کو حل کرنے کی سالانہ کانفرنس ہے جس میں امت کے گروہوں قبائل
اور قوموں کی ترقی وفلاح کے فیصلے کرنے کے جملہ فج اور عمیق علاقوں سے آئے
ہوئے لوگوں کا عرفات کے میدان میں تعارف اور انٹروڈکشن کرانا مطلوب ہے جس
سے آگے کے رابطوں اور کمیونیکیشن میں سہولت بڑھے، عرفات میں تعارف اور
کانفرنس کے ایجنڈا کی تیاری کے بعد مزدلفہ جسے قرآن نے مشعر الحرام کا نام دیا ہے
یعنی جہاں الجھے ہوئے مسائل کو شعور وعقل اور دلائل سے سلجھانا ہوگا تو اس اجتماع میں
آپس کے اختلافات اور دشمنیوں کو ختم کر کے آپس میں مصالحت کرانی ہوگی حج کی
سالانہ کانفرنس میں قرآن کا حکم ہے کہ انسانی آبادی کے جملہ فیصلے ایسے تو عدل و
انصاف سے کیے جائیں جو سب لوگ سب قبیلے سب قومیں سب انسان تمہارے
فیصلوں سے مصالحت اور پالیسیوں سے لیشھدوا منافع لھم (۲۲.۲۸)
اپنے مطلوبہ فوائد کا آنکھوں سے مشاہدہ کریں سارے دشمن آپس میں دوست بن کر
گلے ملیں یہ جو گھروں سے متاع خورد ونوش لے کر آئے ہیں اور اس کے ساتھ گوشت
کیلئے جو جانور ذبح کرنے کیلئے لے آئے ہیں اب سب وفود دوستیوں کے معاہدوں
کے بعد ایک دوسرے کے اعزاز میں لنچ اور ڈنر پارٹیاں دیں، استاد عاشق الٰہی
صاحب اب زندہ ہیں یا نہیں اگر نہیں تو اس کے پیروکاروں سے عرض ہے کہ حج کا

اجتماع پوری انسان ذات کے الجھے ہوئے معاملات کو سلجھانے کی عدالت ''اقوام
متحدہ'' ہے، یہ حج صرف اکیلے مسلمانوں کیلئے نہیں ہے، پہلے اقوام عالم کے فیصلے مسلم
امت کے زیر انتظام ہوا کرتے تھے اب اماموں کے علمی نصاب کی وجہ سے اجتماع حج
ڈی گریڈ ہوگیا ہے، انسانوں کے الجھے ہوئے فیصلوں کو نمٹانے والا بین الاقوامی کے
بجائے بین القومی اور اس میں جو انسانیت کے فوز وفلاح کے فیصلے ہوا کرتے تھے اس
کے عوض اب صرف مسلمان اس میں اپنے سالانہ گناہ بخشوانے آ کر دوسرے آئندہ
سال کیلئے ایک غرور ساتھ لے جاتے ہیں کہ اب یہ ایسے پاک صاف ہوگئے جیسے ماں
کے پیٹ سے گناہوں سے پاک صاف بچہ پیدا ہوتا ہے، حج کیلئے قرآن کا حکم ہے کہ
و اذن فی الناس بالحج (۲۲.۲۷) یعنی یہ حج ذات انسان کیلئے اجتماع فلاح
ہے یہ اکیلے مسلمانوں کیلئے نہیں، لیکن کیا کریں کہ سامراجی سازشوں نے اسلام کی
ہمہ گیریت اور عالم گیریت کو محدود کر کے مذہب اور فرقہ بنا دیا، حج کے اغراض و
مقاصد مسلم امت سے چھین کر عالمی سامراج نے نیویارک منتقل کر دیئے اور نیویارک
کی سرمایہ دار شاہی مکہ کو اور اس کے وارثوں کو شکست دے گئی، (انا للہ وانا الیہ
راجعون) اب ہم جو ذلیل وخوار ہیں تارخ قرآن ہو کر، ہاں! مجھے حضرت استاد
عاشق الٰہی سے عرض یہ کرنی ہے کہ دنیا بھر کی دشمنیوں سے بچنے کیلئے اور دشمنیوں کو ختم
کرنے کیلئے حج کا سالانہ اجتماع ہے اس لیے اس میں جاتے وقت نیت ہی یہ کی
جائے گی کہ حج کو جا رہا ہوں جہاں مجھے سارے جہان کی عداوتیں ختم کرنی ہیں اور
اسکی امن، سلامتی اور محبتیں عام کرنہ ہیں۔

چھٹا نمبر ۔ تبلیغ ۔ تفریغ وقت

جناب عالی! تبلیغی جماعت کے اصولوں اور منشور کی چھ باتوں میں ان کی چھٹی بات یہ ہے کہ تبلیغ اور تفریغ وقت، اس کے لیے مولانا عاشق الٰہی صاحب لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے مشغلوں اور فنا ہو جانے والی زندگی کے دھندوں کو چھوڑ کر زندگی کا بہت بڑا حصہ محض رضاء الٰہی کیلئے خرچ کیا جائے اور اللہ کے احکام کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے گھر چھوڑ کر خود اپنا ایمان قوی کریں'' حقیقت یہ ہے کہ پورے قرآن حکیم میں گھر چھوڑ کر کسی مقصد کیلئے اگر مشاغل حیات سے کچھ وقت نکل جانیکی بات کہی ہے تو وہ صرف دو چیزوں کیلئے ہے، ایک علم کی خاطر اور دوسرا ظالموں استحصالیوں کے خلاف جنگ کرنے کیلئے، ان دو کے علاوہ گھر چھوڑنے کی بات قرآن حکیم میں ہجرت کے مقصد سے بھی کی گئی ہے اور وہ کم از کم عارضی نہیں ہوتی اس میں تو سارا گھر ساتھ لے جانا ہوتا ہے اس کی ضرورت اور نوبت قرآن حکیم نے جو سمجھائی ہے وہ یہی ہے کہ جب تمہیں اپنے موروثی گھر ماحول اور وطن میں مخالفین قرآن کے بتائے ہوئے زندگی کے اصولوں پر رہنے میں رکاوٹیں ڈالیں اور آپ اپنا معاشرہ قرآن کے حکم کے مطابق جو کمائے وہ کھائے اور کسی کی لوٹ کھسوٹ برداشت نہیں کی جائے گی پھر وہ محنت کشوں سے لوٹ کھسوٹ کرنے والے معاشرے کے ظالم مترفین ہوں یا حکومت وقت ہو، پھر کوئی ان کو چیلنج کرے کہ ہم تمہیں یہ لوٹ مار اور بے لغامی کرتے نہیں دیں گے پھر اس کشمکش میں اگر مصلحین اور رفارمرس کا پلڑا کمزور ہو جائے اور لٹیرے طاقتور ہوں اور وہ انقلابیوں کی زندگی اجیرن بنا کر انہیں اپنا کام کرنے نہ دیں اور ان کو وحی الٰہی قرآن والے منشور پر چلنے میں رکاوٹیں ڈالیں تو ایسی

صورت حال میں قرآن کا حکم ہے کہ اللہ کی دھرتی کشادہ ہے ظالم معاشرہ سے واک آوٹ کر کے ایسی جگہ جائیں جہاں سے اپنی زندگی کے قرآنی مینوفیسٹو پر چل سکیں، تبلیغی جماعت کے اس چھٹے نمبر میں مولانا عاشق الٰہی صاحب نے جو گھر بار چھوڑ کر جماعت کے نمونے نکل جانے کی بات لکھی ہے ان کا یہ نکلنا قرآن میں بتائے ہوئے اوپر کی تینوں صورتوں میں سے کسی بھی ایک صورت کے مطابق نہیں ہے۔ مولانا بلند شہری صاحب لکھتے ہیں کہ ''اللہ کے احکام کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے گھر چھوڑ کر خود اپنا ایمان قوی کریں'' پہلا سوال اس بارے میں ہے کہ اللہ کے سارے کے سارے احکام تو قرآن میں ہیں اللہ کا ایک حکم بھی قرآن سے باہر اور خارج نہیں ہے، مولانا عاشق الٰہی صاحب مولانا الیاس صاحب یا اس کے فرزند یوسف بھائی یا ان کے اور کوئی دیدہ یا نادیدہ مسلمہ اکابر نے کبھی بھی قرآن حکیم کھول کر یا پڑھ کر اس کے احکام بتائے ہیں نہ سنائے ہیں، یہ لوگ تو سب کے سب قرآن کے دشمن ہیں ان کے مسلمہ اکابر تو میڈان جینوا سرمایہ دار ہیں اور وہ سارے محنت کشوں کی محنت کے استحصال لوٹ کھسوٹ پر ان کی فیکٹریاں چلتی ہیں۔ جماعت میں مرکزی بزرگ کے طور پر جو مشہور ہیں وہ اکثر تو کنگلے ہیں اور ان کے اخراجات تو یہ مل مالکان عالمی سرمایہ داروں کے حکم سے ادا کرتے ہیں میں علمی نکتہ نظر سے مولانا عاشق الٰہی صاحب اور جملہ تبلیغی جماعت کے حامیوں کی خدمت میں عرض گذار ہوں کہ یہ جو اوپر لکھا گیا ہے کہ اللہ کے احکام کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے گھر چھوڑ کر خود اپنا ایمان قوی کریں، یہ سراسر غلط ہے وہ اس لحاظ سے کہ اپنے گھر میں اپنے پڑوس میں محلے میں، بستی میں، شہر میں شناسا ماحول میں رہ کر جب کوئی شخص اللہ کے احکام دوسروں تک پہنچائے گا تو

پہنچانے سے پہلے سوچے گا کہ یہ لوگ تو سب مجھے پہنچانتے ہیں میں ان کو جو اللہ کا حکم پہنچاؤں گا کہ سود کھانا حرام ہے تو میری ہٹی تو چلتی ہی سودی اوڈی سے ہے، پھر یہ لوگ میری نصیحت سنتے ہی میرا گلا پکڑیں گے اگر میں ان کو نصیحت کروں گا کہ تم پڑوس سے اچھا سلوک کرو تو ان کو تو پتہ ہے کہ میں پڑوسیوں کو ادھار کیوں دیتا ہوں پھر یہ لوگ تو کہیں گے کہ چلو چلو ہم تجھے جانتے ہیں، تیرے اپنے پڑوسیوں سے کیسے واسطے ہیں، بڑا آیا ہے ہمیں پڑوسیوں کیلئے نصیحت کرنے والا اور اگر میں ان کو نصیحت کروں گا کہ کمزوروں اور چھوٹوں پر رحم کھاؤ مدد کرو، تو وہ جھٹ سے کہیں گے کہ پتہ ہے پتہ ہے، کہ تو اپنے نوکروں پر کتنا رحم کرتا ہے اور چھوٹوں سے تیرے کیسے تعلقات ہیں، تو جو آدمی گھر میں رہ کر اپنے شہر اور ماحول میں رہ کر اللہ کے احکام کی تبلیغ کرے گا تو وہ ایسی تبلیغ کرنے سے پہلے اللہ کے وہ احکام اپنے اوپر لاگو کرے گا اور خود عمل کر کے پھر کسی دوسرے کو نصیحت کرے گا، اور اس کے مقابلہ میں گھر اور قریبی ماحول چھوڑ کر کے جو ناشنا سا ماحول میں جائے گا تو وہاں کے لوگ تو اس کو نہیں پہچانتے ہوں گے اور وہاں یہ شخص اپنی شیخی بگھار کر خود کو دھوکا دے سکے گا کہ میں اللہ کے احکام سنا کر آیا بڑا دینی کارنامہ کر دیا، جبکہ گھر اور شناسا ماحول میں لوگ اسے آئینہ دکھاتے، جناب عالی! یہ میری گزارش بھی جب ہے جبکہ یہ لوگ اپنے سفر میں لوگوں کو اللہ کا قرآن سنا کر اس سے احکام بتاتے ہوں سو یہ لوگ تو قرآن سے بدکتے ہیں، اب ان کی قرآن کے بارے میں بدنیتی کا اندازہ آپ لگائیں۔ اس کتابچہ میں صفحہ ۴۹ پر مولانا عاشق الٰہی صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت کے نصاب تعلیم کا اہم حصہ نماز اور قرآن شریف کا صحیح کرنا بھی ہے لیکن اس کے لیے جتنا وقت درکار ہے جماعت کے ساتھ رہ کر اتنا وقت

نہیں مل سکتا۔

اب غور فرمائیں اس عبارت میں دو باتیں توجہ طلب ہیں ایک تو جماعت کے نصاب تعلیم میں قرآن شریف کا صحیح کرنا بھی ہے، اب صرف صحیح پڑھنے کی جہاں تک بات ہے تو اس سے آگے سمجھنے کی جو بات ہے وہ کیوں نہیں لکھی؟ یہ جو اوپر انہوں نے فرمایا کہ تبلیغ میں لوگوں کو اللہ کے احکام پہنچانے ہیں پھر وہ کہاں سے لائے جائیں گے، جو قرآن کے سوائے کسی بھی علمی فن میں نہیں کسی بھی نصاب میں نہیں، قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کے سوا ان کا پتہ بھی کیسے لگے گا۔ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ اللہ کے نام کے احکام، قرآن کے بجائے اپنے مسلمہ اکابر کے دین کو دنیا سے الگ کرنے والے سنائیں گے۔ جو ان کے فضائل سیریز میں بھرے ہوئے ہیں یعنی نام اللہ کا ہوگا، احکام ان کے ان سامراجی داتاؤں کے ہوں گے، میں نے عرض کیا کہ اس عبارت میں دو عدد باتیں توجہ طلب ہیں ایک یہ کہ یہ لوگ قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کے خلاف ہیں، دوسری بات یہ کہ مولانا صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن شریف کو جو صحیح کر کے پڑھنے کی بات ہے وہ جماعت کے ساتھ رہ کر اتنا وقت نہیں مل سکتا، یعنی اس کے لیے بڑا عرصہ درکار ہوگا، اب آئیں دیکھیں کہ جماعت کے سفر میں ان کے پاس کتنا وقت ہے، کتابچہ چھ باتیں کے صفحہ نمبر 76 پر مولانا صاحب لکھتے ہیں کہ بہت سے مسلمانوں کے ذمہ برسوں کی قضاء نمازیں ہیں ان کو جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کریں اور تبلیغی سفر میں چونکہ فرصت ہوتی ہے اس لیے اس زمانے میں قضاء نمازیں کثرت سے پڑھیں۔ یہاں آپ نے غور کیا کہ مولانا فرماتے ہیں کہ تبلیغی سفر میں چونکہ فرصت ہوتی ہے، اور اوپر جب قرآن کی بات تھی تو وہاں مولانا صاحب لکھ آئے

که اتنا وقت جماعت کے ساتھ رہ کر نہیں مل سکتا، یعنی ان لوگوں کے ہاں قرآن کی
کوئی اہمیت نہیں جبکہ اللہ پاک نے قرآن کے بارے میں فرمایا ہے کہ **ان الذی
فرض علیک القرآن لرادک الی معاد،** (۲۸.۸۵) یعنی قرآن سارا کا
سارا فرض ہے، یہ لوگ شاید یہ جواب دیں کہ نماز کی قضاء زیادہ ضروری ہے۔ تو جواب
میں عرض ہے کہ اسی لیے تو ہم اصرار کر رہے ہیں کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھو کیونکہ اللہ نے تو
صلوۃ کا حکم دیا ہے نماز کا حکم نہیں دیا، صلوۃ کی قضاء نہیں ہوتی صلوۃ قضاء ہو جائے تو
سزا بر وقت ہو گی وہ سزا کم سے کم قرآن نے صلوۃ میں (ڈیوٹی میں) سستی کرنے پر
سنائی ہے کہ ایسے آدمی کو نوکری کیلئے نا اہل قرار دیکر بلیک لسٹ کر دو، **فویل للمصلین**
جملہ میں ویل کی معنی ہے نا اہلی کی چارج شیٹ دینا اور ایسے آدمی کی اس سزا کی
مناسب تشہیر بھی کرنی ہے جو جہاں بھی نئی اپائنٹمنٹ کے درخواست دے تو اسے وہاں
کے افسر کہیں کہ تو تو فلاں ہے اور حاکم وقت اسکے علاوہ بھی اپنے صوابدید پر سزا دے
سکے گا جو سزا ویل کی معنی کے موافق ہو اللہ نے روزہ کو سال میں ایک مہینہ کیلئے فرض کیا
ہے ان کے لیے قرآن میں لکھا ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو اتنے دن بعد میں
قضا کرے ان امامی علوم والوں کے بقول کہ نماز قرآن کے حوالہ سے فرض ہے تو جو
سارا سال روزانہ پانچ بار فرض ہے تو قرآن نے اس کے لیے قضاء کی بات کیوں نہیں
کی، اصل بات یہ ہے کہ صدیوں سے قرآن کو علوم امامت نے شکست دی ہوئی ہے
مسلم امت نے قرآن پڑھا ہی نہیں ہے، سو آپ اس راز کو پیچھے مولوی الیاس صاحب
کے خلاصہ ہدایات میں عنوان نمبر پانچ کے ذیل میں پڑھ کر آئے کہ آج ان کے باطنی
علوم و رموز کا دور دورہ ہے قرآن کو یہ امامی گروہ دین کے نام قائم کردہ مدارس میں درس

نظامی کے ذریعے سے نکالنے میں تو صدیوں سے کامیاب ہو گئے ہیں اب گھروں اور
مساجد میں سے یہ لوگ قرآن کو نکالنے کے درپے ہیں، ان کی جنگ جاری ہے
مساجد کی الماریوں میں قرآن تالوں میں ہے مساجد کے منبروں پر تبلیغی نصاب نے
قرآن کی جگہ پر قبضہ کرلیا ہے۔